تُحَفُ الْعُقُوْل (جلد ششم)

عن آلِ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یعنی عقل و دانش کے شاہکار تحفے

—: ارشادات :—

جناب موسیٰ بن عمران اور جناب عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام سے اللہ عزّوجل کی راز و نیاز کی باتیں، جناب (عیسیٰ) مسیح علیہ السلام کی نصیحتیں اپنے حواریوں کے لئے اور شیعوں کے لئے مفضلؒ بن عمر کا ہدایت نامہ!

—: مولف :—

محدّث جلیل القدر شیخ ابو محمد حسن بن علی شعبۃ الحرّانی

—: مترجم :—

اعتماد العلماء مولانا محمد نذر الحسنین محمدی ایم اے۔ فاضلِ عربی

—: ناشر :—

مولانا محمد شبیہ الحسنین محمدی فاؤنڈیشن پاکستان

—: ملنے کا پتہ :—

محفوظ بک ایجنسی ● مارٹن روڈ کراچی

Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882

E-mail: anisco@cyber.net.pk

MBA

خدائے عزیز و جلیل کی حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے رازدارانہ گفتگو!

اے موسیٰ! (اس) دنیا میں اپنی امید و آرزو کو طول نہ دو، کہ تم سنگ دل ہو جاؤ گے اور (ظاہر ہے کہ) سنگ دل (شخص میرے قُرب سے محروم اور) مجھ سے بہت دور ہوتا ہے اور اپنے دل کو (میرے) خوف سے مار ڈالو۔ تمہارا لباس "پرانا" (مگر) دل "نیا" ہونا چاہیے!

"زمین والوں" میں تم (بے شک) انجانے اور گم نام رہو، مگر "آسمان والوں" میں تمہیں (نامور ہونا اور) پہچانا جانا چاہیے!

میری بارگاہ میں، (اپنے) گناہوں کی کثرت کے باعث ایسے فریاد کرو، جیسے کوئی اپنے دشمن سے بھاگتے وقت (کسی سے مدد مانگتے ہوئے) فریاد کرتا ہے! اور اس کام کے لیے مجھ (ہی) سے مدد مانگو...... کہ میں (ہی) مدد مانگے جانے والوں میں سب سے اچھا (مددگار) ہوں!

اے موسیٰ! یقیناً میں ہی تمام بندوں سے برتر ہوں اور تمام بندے میرے زیردست ہیں اور سب ہی میرے حضور پست و حقیر ہیں، تم اپنے نقصان کے لیے خود ہی کو الزام دو۔ اپنے بیٹے کے...... تمہارے اپنے دین (اور حق) ہونے کے بارے میں اُس وقت تک مطمئن نہ ہو، جب تک تمہارا بیٹا تمہاری

طرح ”نیک لوگوں“ سے محبت نہ کرنے لگے!

اے موسیٰ! (جسم و جان کی صفائی اور طہارت کے لیے خود کو) دھوؤ اور نہاؤ اور (پاکیزہ رہ کر) میرے ”نیک“ بندوں کے قریب ہو جاؤ!

اے موسیٰ! (نماز پڑھانے کے لیے) ان کے پیش نماز بن جاؤ اور ان کے جھگڑوں اور قضیوں (کو نمٹانے) میں آگے رہو اور اُن کے درمیان، درست فیصلہ اس (قانون) کے مطابق کرو جو تم پر میں نے نازل کیا ہے اور یقیناً، میں نے واضح (اور آشکار) حکم، روشن و فروزاں بُرہان اور ایسا نور...... تم پر نازل کیا ہے، جو اُن لوگوں کے بارے میں بھی بتا رہا ہے جو (تم سے) پہلے گزر چکے ہیں اور ان کے بارے میں بھی گویا و ناطق ہے جو بعد (یا آخر) میں آنے والے ہیں۔

اے موسیٰ! میں تمہیں ان شفیق و مہربان لوگوں کے حوالے سے نصیحت و وصیت کر رہا ہوں جو (پہلے تو......) بتول کے بیٹے عیسیٰ ابن مریم جو گدھی کی سواری، بُرنُس ٹوپی (ایسی ٹوپی جو سر ڈھانپنے کے لیے گاؤن کے ساتھ سلی یا ملی ہوئی ہوتی ہے)، (مقدس) تیل، زیتون اور محراب والے ہیں!

اور اُن (عیسیٰ بن مریم) کے بعد اُن کے حوالے سے نصیحت کرتا ہوں جو سُرخ بالوں والے اونٹ، پاک (کردار) و پاکیزہ (بدن) اور (دوسروں کی سیرت اور جسم کے) پاک کرنے والے ہیں اور ان کی نشانیاں (اور مثالیں) تمہاری کتاب میں یہ ہیں کہ وہ (یقیناً) تمام (آسمانی) کتابوں پر ایمان اور اُن (تمام کتابوں) پر پورا پورا عبور رکھتا ہے اور یہ کہ وہ ”رکوع“ کرنے والا، سجدہ کرنے والا، (آخرت اور نیکیوں کی) رغبت اور شوق والا

اور (دنیا اور اُس کی برائیوں سے) ڈرنے والا ہے جس کے (اصحاب، ساتھی اور) بھائی مساکین (وغرباء) ہیں اور اُس کے (انصار و) مددگار ایک دوسری (ہی) قوم ہیں! اور اس کے زمانے (اور دَور) میں عن قریب (جلد ہی) سختیوں، زلزلوں (بھونچال) اور کشت وخون کے واقعات پیش آئیں گے اس (عظیم ہستی) کا نام احمدؐ، محمدؐ اور (لقب) ''امین'' ہے جو پہلے والے پیغمبروں کے باقی بچ جانے والے پیغمبروں میں سے ہے جو تمام (آسمانی) کتابوں پر ایمان رکھتا اور (اللہ تعالیٰ کے) تمام فرستادہ پیغمبروں کو سچا جانتا اور مانتا ہے، اُسؐ کی اُمت رحمت اور برکت پانے والی ہے (نمازوں کے لیے) اُن کے اوقات اور گھڑیاں مقرر ومعیّن ہیں، وہ لوگ نمازوں (کے اوقات پر، نماز پڑھنے کے لیے بلانے) کی خاطر ''اذان'' دیتے ہیں! پس (اے موسیٰ!) تم اُس (پیغمبر خاتم الانبیاء) کو سچا سمجھو اس لیے کہ وہ یقیناً تمہارا بھائی (اور ساتھی) ہے!

اے موسیٰ! یقیناً وہ ''اُمّی'' (یعنی اُمُّ القریٰ، مکہ مکرمہ کا رہنے والا) ہے اور وہ سچ (بولنے) والا بندہ ہے وہ (خود تو) مبارک ہے (ہی، مزید براں)، جس شے پر وہ ہاتھ رکھ دے ہم اُسے برکت عطا کر دیتے ہیں، وہؐ میرے علم میں جیسا تھا میں نے اُسے ویسا ہی پیدا کیا ہے، اُسی کے وسیلے، مَیں قیامت کی گھڑی کا آغاز کروں گا اور میں اسؐ کی امت کے وسیلے اور واسطے سے ہی اس دُنیا کی چابیوں کو اُلٹا گھما کر، تالوں کی مانند بند کر کے اس کے انجام و) اختتام تک پہنچا دوں گا! (نوٹ: مطلب یہ ہے کہ آنحضورؐ کی امت قیامِ قیامت کی گھڑی تک کے لیے ''آخری امت'' ہوگی

اور آنحضرتؐ کے بعد نہ کوئی اور نبی آئے گا اور نہ کوئی اور امت ہوگی......

بس نبی اخر الزماں ﷺ ہی کی اُمّتِ مرحومہ ہوگی!) پس تم

اے موسیٰ! بنی اسرائیل کے ظالموں کو حکم دے دو کہ وہ اُسؐ کے نام کو نہ مٹائیں اور نہ اُسے تنہا چھوڑیں، حالانکہ...... وہ کریں گے ایسا ہی! اور ''اسؐ کی محبت'' میرے نزدیک ''نیکی'' ہے اور میں اُس کے ساتھ ہوں اور میں اس کی جماعت (پارٹی) میں سے ہوں اور وہ میری جماعت (پارٹی) میں سے ہے اور میری جماعت کے لوگ ہی تو وہ غالب (اور قابو پالینے والے) لوگ ہیں'

اے موسیٰ! تُو میرا بندہ اور میں تیرا پروردگار ہوں، تو کسی تنگ دست ''فقیر'' کو ذلیل و خوار نہ سمجھنا اور کسی ''غنیٰ'' (ودولتمند) سے رشک نہ کرنا اور میرے ذکر (کو دل ہی دل میں یاد کرنے) کے وقت فروتنی (کا اظہار) کرنا اور میرے (نام کے زبان سے) ذکر کے وقت میری رحمت کا امیدوار رہنا!

اور میری سماعت کو غمگین (خاشع) اور فروتن (جھکے رہنے والے) شخص کی آواز میں ''توراۃ'' کی تلاوت سے لذّت آشنا کرو، میرے ذکر (تلاوت) کے وقت آرام و اطمینان سے رہا کرو، میری پرستش و عبادت کیا کرو اور (میری عبادت میں) کسی کو میرے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ، یقیناً (اور بلاشک و شبہ) میں ہی بڑا سردار ہوں، یقیناً میں نے (ہی) تجھے (پست اور) ذلیل و حقیر پانی سے پیدا کیا اور اُس گیلی (کیچڑ جیسی) مٹی سے (پیدا کیا) جو میں نے پست اور میلی کچیلی زمین سے لی تھی، تو وہ (مٹی...... میرے تخلیقی ارادے کے ماتحت) ''بشر'' (یعنی انسان) بن گئی

تو میں نے ہی اس مخلوق کو بنایا ہے پس میری ذات (اور چہرہ) مبارک ہے اور میری بنائی ہوئی چیز پاک! مجھ جیسی کوئی چیز نہیں، میں ہمیشہ زندہ رہنے والا ہوں اور میں کبھی زوال کا شکار نہ ہوں گا!

اے موسیٰ! جب بھی مجھے پکارو تو خائف و ترساں اور (قلبی طور پر) مہربان رہو! اور میری تورات کے ذریعے (اپنی) زندگی کے دنوں کو حیات بخشو اور نہ جاننے والوں (جاہلوں) کو میری حمد و ثنا سکھا دو اور اُن کو میری ظاہر و پوشیدہ نعمتوں کے بارے میں یاد دلاتے رہو اور اُن سے کہو کہ: وہ جس گمراہی میں (زندگی) بسر کر رہے ہیں اس میں زیادہ طولانی وقت نہ گزاریں اس لیے کہ میری گرفت (اور پکڑ) سخت اور دردناک (ہوتی) ہے۔

اے موسیٰ! اگر مجھ سے، تمہارے رابطے کی رسّی ٹوٹ بھی جائے تب بھی میرے غیر کی رسی سے نہ جڑے...... پس تم میری ہی عبادت کرو اور میرے سامنے اس طرح کھڑے ہوؤ جس طرح کوئی حقیر غلام کھڑا ہوا کرتا ہے!

خود اپنے نفس کو سرزنش کیا کرو کہ وہی (تمہارا نفس) سرزنش کے لیے سزاوارتر ہے۔ میری کتاب ''تورات'' کی وجہ سے بنی اسرائیل کے مقابل (فخر اور) گھمنڈ مت کرنا یہ تو تمہارے دل کو وعظ و نصیحت کرنے اور نور بخشنے والی کتاب ہے اور یہ تمام عالمین کے ربّ تعالیٰ و جلیل کا کلام ہے!

اے موسیٰ! جب بھی مجھے پکارو گے تو مجھے (اپنے قریب) پاؤ گے! اور میں جلد ہی تمہیں وہ غلطیاں معاف کردوں گا جو تم سے ہو چکی ہوں گی! ''آسمان''

خوف محسوس کرتے ہوئے میری تسبیح کرتا ہے اور ''فرشتے'' تو میرے خوف سے ہی دل سوز و مہربان ہیں اور ''زمین'' مجھ سے (کچھ) امید رکھتے ہوئے (ہی) میری تسبیح (یا پاکی بیان) کرتی ہے! اور تمام ''خلق'' میری پاکی (اور تسبیح) کو سر جھکائے بیان کرتی ہے، پھر تم پر نماز واجب ہے اس لیے کہ نماز کی میرے نزدیک (ایک خاص) اہمیت اور اس کا میرے لیے ایک (مقام و) مرتبہ ہے اور میرے نزدیک ''نماز'' (ذمہ داریوں کا) ایک مضبوط عہد و پیمان ہے اور نماز کے ساتھ تمام پاک و حلال چیزیں میری پاک قربت حاصل کرنے کے لیے ملاؤ چاہے وہ پاک (وحلال) مال میں سے ہوں یا کھانے پینے کی اشیاء میں سے! اس لیے کہ میں تو خود سے نزدیکی و تقرب چاہنے والوں کی، سوائے پاک (وحلال چیز) کے کوئی چیز بھی قبول نہیں کرتا! اور نماز کے ساتھ ساتھ، رشتے داروں سے ملنے جلنے (یعنی صلۂ رحم) کو بھی اپنی ذمّے داریوں میں شامل رکھو اس لیے کہ میں، رحم کرنے والا ''رحمان'' بھی ہوں اور رحیم و مہربان بھی، اور ''رحم'' (ورشتے داری) کو میں نے اپنی رحمت کے (خصوصی) فضل و کرم سے پیدا کیا ہے تاکہ تمام بندے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ پیار محبت اور مہربانی کا سلوک کیا کریں اور اس صلۂ رحم اور رشتے داروں سے میل جول کا، قیامت کے واپسی والے دن میرے نزدیک ایک خصوصی مرتبہ اور طاقت ہے اور جو شخص رشتوں کو کاٹے گا میں اُسے کاٹ دوں گا اور ملاؤں گا اُسے، جو رشتوں کو میل جول کے ذریعے ملائے رکھے گا اور جو میرے حکم و فرمان کو ضائع کرے گا، میں اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کروں گا!

اے موسیٰ! جب تمہارے دروازے پر کوئی "سائل" آئے تو اُسے خوب صورت انداز سے سہولت کے مطابق دے دلا کر واپس لوٹانا، اس لیے کہ تمہارے پاس (کبھی کبھی) وہ (سائل) آتا ہے جو نہ تو انسان ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی "جن"! بلکہ وہ تو (خدائے) "رحمان" (و مہربان) کی جانب سے آئے ہوئے "فرشتے" ہوتے ہیں، جو تمہیں آزماتے ہیں کہ جو کچھ میں نے تمہیں بخشا ہے، تم اُس کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو؟ اور جو میں نے تمہارے سپرد کی ہیں تم اُن (چیزوں) کو دوسروں کی اچھائی کے لیے کیسے استعمال کرتے ہو؟

......پس، تم میرے حضور سر کو جھکا دو اور آہ و زاری اور واویلا کرتے ہوئے کتاب (تورات) کو (دور سے پکارنے والی کی مانند) بلند آواز سے پڑھو...... اور۔

اے موسیٰ! تمہیں علم ہونا چاہیے کہ میں تمہیں اِس طرح بُلاتا ہوں، جس طرح کوئی سردار (یا آقا) اپنے مملوک (غلام) کو پکارتا ہے! تاکہ اُسے میرے بلانے کی وجہ سے شرف و منزلت حاصل ہوجائے! اور یہ میرا تم پر اور تمہارے پہلے والے آباء و اجداد پر فضل و کرم ہے (جو تمہیں یاد رکھنا چاہیے!)

اے موسیٰ! مجھے کسی حال میں بھی نہ بُھلانا اور مال (و دولت) کی کثرت کے باعث خوش مَت ہونا...... اس لیے کہ مجھے بھول جانا، سنگ دل بنا دیتا ہے اور مال کی کثرت (و زیادتی) گناہوں کی کثرت کا سبب بنتی ہے! "زمین" میری فرماں بردار ہے [اور آسمان (بھی) فرماں بردار ہے] اور تمام سمندر اطاعت گزار (و فرماں بردار) ہیں۔ پس جس نے میری نافرمانی کی

وہ بدبخت (وکم بخت) ہوگیا۔ اس لیے کہ میں ہی ہر دور اور زمانے میں ''رحمان'' (رحیم) ومہربان ہوں..... آسائش وسہولت کے بعد سختی وشدت اور سختی کے بعد آسائش وآرام میں (ہی) لاتا ہوں اور بادشاہوں کے بعد بادشاہوں کو (بدل بدل کر) میں ہی لاتا ہوں اور میری مملکت (وبادشاہت) ہی لازوال ہے! اور مجھ سے زمین وآسمان کی کوئی شے (پوشیدہ، مخفی یا) چُھپی ہوئی نہیں ہے اور کیسے چُھپی رہ سکتی ہے جب کہ تمام (اشیاء کے وجود) کی ابتداء مجھ ہی سے تو ہوئی ہے! اور جو کچھ میرے پاس ہے اس کی وجہ سے تمہاری سوچ (اور فکر) کا رُخ میری جانب کیسے نہیں ہوگا؟ جب کہ ہر چیز کو، بہرحال میری جانب ہی تو واپس (لَوٹ کر) آنا ہے!

اے موسیٰ! مجھے اپنی پناہ گاہ بنالو اور نیکیوں میں سے اپنے خزانے کو میرے پاس (حفاظت سے) رکھوادو اور ڈرو..... تو بس مجھ ہی سے، اور میرے سوا کسی دوسرے سے نہ ڈرو، اس لیے کہ (تمہیں) میرے پاس ہی (تو) لوٹ کر آنا ہے!

اے موسیٰ! توبہ میں جلدی اور گناہ میں تاخیر کرو اور میرے حضور ''نماز'' کے لیے کھڑے رہنا ہے تو آرام وسکون سے (کھڑے رہ کر) آہ وزاری کرو! اور میرے علاوہ کسی دوسرے سے (کوئی) امید نہ رکھو! شدائد ومشکلات کے دور میں مجھے اپنی ڈھال اور اَلم ناک امور میں (مجھے اپنی) پناہ گاہ بنالو!

اے موسیٰ! نیکیوں میں نیکوکاروں سے مقابلہ کرو اس لیے کہ ''نیکی'' اپنے نام کی طرح

اچھی ہوتی ہے اور ''شر'' اور برائی کو اس کے ہر عاشق اور دیوانے کے لیے چھوڑ دو!

اے موسیٰ! اپنی زبان کو اپنے ''دل'' (یعنی عقل اور سوچ) کے پیچھے رکھو گے تو سلامت رہو گے (اور نقصانات سے بچو گے!) اور رات دن میرا ذکر کثرت سے کرو تا کہ تم مفت میں بے تحاشہ فوائد پاؤ! اور (گناہوں اور) خطاؤں کی پیروی نہ کرو، ورنہ پشیمان ہو جاؤ گے، اس لیے کہ خطاؤں (اور گناہوں) کی قرارگاہ تو دوزخ (کی آگ) ہی ہے!

اے موسیٰ! گناہ چھوڑ دینے والوں کے لیے شیریں کلام بن جاؤ اور ان کے ہمنشیں و جلیس بن جاؤ اور ان کو اپنی تنہائیوں کے لیے بھائی بنالو، تم ان کے ساتھ (نیکیوں کی تلاش کے لیے) کوشش (اور جدوجہد) کرو تو وہ تمہارے ہمراہ کوشش (اور جدوجہد) کریں گے!

اے موسیٰ! جس (نیکی) کا ارادہ میری وجہ سے کیا جائے تو اُس کا ''تھوڑا'' بھی ''بہت'' (زیادہ) ہوتا ہے اور جو کام میرے علاوہ کسی اور کی وجہ سے کیا جائے تو اُس کا ''بہت سارا'' بھی ''تھوڑا سا'' ہوتا ہے! اور تیرے ''دنوں'' میں بہترین دن تیرے سامنے ہے، تجھے غور کرنا چاہیے کہ وہ کون سا دن ہے؟ اور اُس دن کے لیے جواب تیار رکھ! اس لیے کہ تجھے (کچھ چیزوں سے) روکا بھی گیا ہے اور (کچھ کے لیے) تجھے (مسئول، جوابدہ اور) بازپرسی کے لائق سمجھا گیا ہے! تم زمانے اور اہل زمانہ (کو دیکھ بھال کر اُن) سے نصیحت حاصل کرو! پس......

اے موسیٰ! حقیقتاً تو زمانے کا ''طویل'' (دورانیہ) بھی ''کوتاہ'' (اور چھوٹا) ہے اور

(اس کا) ''کوتاہ'' (اور چھوٹا دورانیہ) بھی ''طویل'' ہے! اور ہر چیز ناپائیدار (اور فانی) ہے! تم اس طرح عمل کرو کہ گویا تم اپنے عمل کا ثواب و اَجر دیکھ رہے ہو...... اور تمہارا یہ ''دیکھنا'' لامحالہ تمہیں آخرت کے ثواب کے لیے بہت زیادہ امید دلانے کا باعث بنے گا...... اس لیے کہ اس دنیا کی بچی کھچی باقی ماندہ زندگی بھی ایسی ہی ہے کہ جیسی پیٹھ پیچھے گزر گئی (اور عمر کا کچھ حصہ بھی سامنے نہیں بچا)!

...... اور ہر عمل کرنے والا (غور و فکر اور) بصیرت کے مطابق، کسی (دوسرے مثالیے، آئیڈیل اور) ''نمونۂ عمل'' کو سامنے رکھ کر عمل کرتا ہے، پس...... اے فرزند عمرانؑ! تم اپنے لیے خیر خواہ رہو (اگر ایسا کیا تو)، امید ہے کہ تم اُس سوال والے (حشر کے) دن کامیاب ہو جاؤ گے جب کہ اس روز عمل کو تباہ اور باطل کرنے والے لوگ (یقیناً) گھاٹے (اور خسارے) میں رہیں گے!

اے موسیٰ! دنیا سے دست بردار ہو جاؤ اور اس سے منہ پھیر لو اس لیے کہ نہ دنیا تمہاری ہے نہ تم اس کے لیے ہو، تمہارا ظالموں کے ٹھکانے میں کیا کام؟ ہاں! یہ تو صرف اس کے لیے (اچھا ٹھکانا) ہے جو ''خیر'' اور اچھائی پر عمل پیرا ہو۔ ہاں پھر تو یقیناً یہ اُس (''خیر'' پر عمل کرنے والے شخص) کے لیے درحقیقت بڑا اچھا گھر اور ٹھکانا ہے!

اے موسیٰ! دنیا، اور دنیا والے ایک دوسرے کو (فتنے میں مبتلا کر کے) امتحان میں ڈالتے ہیں اور دونوں کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ دوسروں کو سجا بنا کر دکھاتے ہیں جب کہ مومن کے لیے تو آخرت سجا دی گئی ہے تو، مومن تو

تھکاوٹ محسوس کیے بغیر بس آخرت پر نظریں گاڑے ہوئے ہے اس کی آخرت کی چاہت اس کی زندگی کی لذّت (وخوشی) اور آخرت کے درمیان حائل ہوگئی ہے اور مومن کی اِس چاہت نے اُسے رات کو سحر کردینے والے، اُس سوار کی مانند کردیا ہے جس کی نظر اپنے ہدف اور مقصد کے حصول پر ہوتی ہے۔ جو دن بھر چلتے چلتے تھک کر شام کو غمگین ہوجاتا ہے...... پس، خیر ہو اُس شخص کے لیے کہ اگر پردے ہٹا دیئے جائیں تو وہ (سب) خوشیاں اُسے آنکھوں سے دکھائی دیں!

اے موسیٰ! جب دولت وتونگری کو سامنے سے آتے دیکھو تو کہو: کوئی گناہ ہوگیا ہے جس کی جلد ہی سزا ملنے والی ہے!

اور جب تمہیں (تہی دستی) فقر وغربت کا سامنے ہو تو کہو: (خوش آمدید) مرحبا! اے صالحین کی نشانی اور شعار (مرحبا! خوش آمدید!)

اور تم جابر وظالم نہ بنو اور نہ اُن کے ساتھی بنو!

اے موسیٰ! یہ ''عمر'' آخر ہے کیا؟ چاہے کتنی ہی لمبی ہو، آخر میں اُس کی مذمت و برائی ہی کی جاتی ہے! اور اگر تمہاری ''عمر'' میں کچھ کمی بھی ہوجائے تو تمہیں کوئی نقصان نہیں! بشرطیکہ، اس (''عمر'') کا انجام (آخری حصہ) قابل تعریف ہو!

اے موسیٰ! تمہارا جو انجام ہونے والا ہے وہ سب تو کتاب (توراۃ) نے وضاحت و صراحت کے ساتھ بیان کردیا ہے (اس احوال کو سُن لینے کے بعد) پھر تم آنکھیں بند کرکے کیسے سوجاتے ہو؟ اور لوگ، اگر غفلت وخود فراموشی اور مسلسل شہوتوں میں گرفتار نہ ہوں تو وہ زندگی کی لذّت وحلاوت کو کیسے

محسوس کر سکتے ہیں، جب کہ اس سے کم (معلومات) ہی میں، "سچے لوگ" بے چین و بے قرار ہو گئے (تھے)!

اے موسیٰ! میرے بندوں کو یہ حکم دو کہ وہ جہاں اور جس حال میں ہوں، یہ اقرار کرتے اور مانتے ہوئے مجھ سے دعا مانگیں کہ میں رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں، میں (مضطر اور) پریشان حال لوگوں (کی پکار، دعا) کا جواب دیا کرتا ہوں، برائی کو میں دور کرتا ہوں، زمانے (اور حالات) کو میں بدلا کرتا ہوں، میں نرمی (و فراخی والے حالات) لاتا ہوں، میں (ہی) تھوڑے سے عمل کی قدر کرتا ہوں، عملِ کثیر پر ثواب میں دیا کرتا ہوں، فقیر کو تونگر میں بناتا ہوں اور میں ہی دائمی عزت والا اور طاقتور و توانا ہوں! تو

اے موسیٰ! اگر خطا کاروں (گنہگاروں) میں سے کوئی تمہاری پناہ میں آئے اور تمہارا پیروکار بنے تو تم اُسے کہو: تمام عالمین کے پروردگار کے دربار میں خوش آمدید "اَہْلًا وَ سَہْلًا"! اور تم ان کے لیے (اللہ تعالیٰ سے) مغفرت و بخشش طلب کرو اور تم (ان گنہگاروں اور خطا کاروں کے لیے) ایسے بن جاؤ کہ، گویا تم اُنہی میں سے ہو! اور جو فضیلت و برتری میں نے تمہیں عطا کی ہے اُس کے بل بوتے پر تم ان سے گھمنڈ (اور تکبر) مت کرنا۔ اور تم اُن سے کہو کہ وہ مجھ سے (میرے فضل و کرم اور) میری رحمت کا سوال کریں، اس لیے کہ میرے سوا کوئی اور "فضل و رحمت" کا مالک نہیں، اور میں (ہی) عظیم فضل (و برتری) والا، خطا کاروں کی پناہ گاہ، بے قراروں کا ہم نشیں اور گنہگاروں کو بخشنے والا ہوں! اور۔

اے موسیٰ! تمہیں یقیناً میری (پسندیدگی) رضا کا مقام حاصل ہے، اس لیے تم مجھ سے
پاک صاف دل اور سچی زبان سے دعا مانگا کرو اور جیسا میں نے حکم دیا
ہے، تم ویسے ہی بن جاؤ، میرے حکم کی اطاعت کرو اور جس چیز کی ابتدا
(اور شروعات) تمہاری جانب سے نہیں ہے تم اس کی بنا پر میرے بندوں
سے تکبر سے پیش نہ آیا کرو اور میرا قُرب چاہو کہ درحقیقت میں (ہی) تم
سے قریب ہوں! اور جس چیز کا بوجھ اُٹھانا تمہارے لیے اذیت رساں اور
تکلیف دہ ہے، میں اس کے بارے میں تم سے (اُٹھانے کا) مطالبہ ہی نہ
کروں گا میں تو بس یہ کہوں گا کہ تم مجھے پکارو تا کہ میں تمہیں جواب دوں یا
تم مجھ سے مانگو تا کہ میں تمہیں عطا کروں۔ اور تم اُن (آیاتِ تورات)
کے وسیلے میرا تقرب (اور مجھ سے نزدیکی) چاہو کہ جن کی تفسیر درحقیقت،
تم نے مجھ ہی سے لی ہے اور جن کی تنزیل کو پورا کرنا میرا ہی کام ہے!

اے موسیٰ! زمین پر نظر ڈالو کہ یقیناً عنقریب یہ تمہاری قبر بننے والی ہے اور اپنی آنکھوں
کو آسمان کی طرف اٹھا کر دیکھو، کہ آسمان میں تمہارے اوپر ایک عظیم ملک
موجود ہے! اور تم جب تک اس دنیا میں موجود ہو اپنے آپ پر رویا کرو اور
تباہ کُن اور ہلاکت میں ڈالنے والی باتوں سے خوفزدہ رہا کرو۔ تمہیں اس
دنیا کی سجاوٹ اور اس کی چمک دمک کبھی دھوکا نہ دے اور تم (دوسرے
کے) ظلم پر راضی مت ہوؤ اور نہ (خود) ظالم بنو! اور یہ بات تو یقینی ہے
کہ میں ظالم کی (گھات یا) تاک میں ہوں یہاں تک کہ میں اس سے
مظلوم کا بدلہ لوں!

اے موسیٰ! یقیناً (ایک) نیکی (کی جزا) دس حصّوں کے برابر ہوتی ہے اور "ایک"

برائی یا گناہ بھی ہلاکت میں ڈال دیتا ہے (یعنی جہنم رسید کر دیتا ہے) اور۔
اے موسیٰ! میرا کوئی شریک نہ ٹھہراؤ تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم مجھ سے "شرک" کرو، مجھ سے (جتنا ہو سکتے ہو) نزدیک ہو جاؤ اور میانہ روی کی روش پر چلتے رہو! میرے پاس جو کچھ بھی ہے اُسے مانگنے کے لیے اُس شخص کی طرح مانگو جو کسی چیز کی دل سے خواہش کرتا ہے یا اس کی مانند مانگو (یا دعا کرو) جو اپنی پیش کردہ چیزوں پر نادم و پریشان ہو! بس جس طرح رات کی تاریکی کو دن مٹا دیتا ہے بالکل ویسے ہی برائی کو، اچھائی محو کر دیتی ہے اور جیسے رات کی تاریکی دن کی روشنی پر حاوی ہو جاتی ہے بالکل ویسے ہی "برائی" نیکی پر غالب آ جاتی ہے تو اس (دن) کو سیاہ کر دیتی ہے!

اللہ جلّ ثناؤہٗ کی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام سے راز و نیاز کی باتیں!

اے عیسیٰ! میں تمہارا پروردگار ہوں اور تمہارے آباء و اجداد کا (بھی) پروردگار ہوں میرا نام "واحد" (ایک) ہے اور میں یکتا اور ہر شے کا تنہا (اور اکیلا) خالق ہوں، ہر چیز میری بنائی ہوئی ہے اور سب کو میری جانب واپس لوٹ کر آنا ہے!

اے عیسیٰ! تم ہاتھ پھیر کر میرے حکم سے صحت بخشنے والے ہو اور تم میری اجازت (و "اذن") سے گندھی ہوئی مٹی سے (پتلا بنا کر اور اس میں روح پھونک کر) خلق کیا کرتے ہو! اور تم میرے کلام کے ذریعے سے (ہی) مُردوں کو زندہ کر دیتے ہو۔ اس لیے تم میری طرف راغب اور مجھ سے خوف زدہ رہا کرو، میری پناہ میرے علاوہ تمہیں کہیں اور ہرگز ہرگز نہ مل پائے گی!

اے عیسیٰ! میں درد دل رکھنے والے کی طرح، جو تم سے محبت کرتا۔ تمہیں نصیحت (و وصیت) کرتا ہوں کہ میری خوشنودی کی تلاش و جستجو کے وسیلے، تم میری دوستی کے حقدار ہو جاؤ تم بڑے ہو گئے ہو تب اور چھوٹے سے تھے تب، اور تم جب جس حیثیت میں تھے تمہیں نیک بختی اور برکت سے نوازا گیا! میں گواہی دیتا ہوں کہ تم میری کنیز (کے بطن) سے میرے بندے ہو! نوافل

(و مستحبات) کے ذریعے میری نزدیکی و قربت ڈھونڈو! اور مجھ پر بھروسا کرو میں تمہارے لیے کافی ہوں، میرے سوا کسی دوسرے کی پیروی یا اس سے محبت نہ کرو، ورنہ میں تمہیں تنہا چھوڑ دوں گا!

اے عیسیٰ! مصیبت و بلا پر صبر کرو اور تقدیر (الٰہی) پر راضی رہو اور تم ایسے رہو کہ جس سے مجھے مسرت (و خوشی) ہو اور میری مسرت اس میں ہے کہ میری اطاعت کی جائے تو پھر میری نافرمانی نہ کی جائے!

اے عیسیٰ! میرے ذکر کو اپنی زبان کے ذریعے زندہ رکھو اور میری محبت تمہارے دل میں ہونی چاہیے!

اے عیسیٰ! غفلت کی گھڑیوں میں جاگتے رہو اور میری خاطر (لوگوں سے ان کی سمجھ کے مطابق) لطیف (و دقیق) باتیں کیا کرو!

اے عیسیٰ! تم میری جانب راغب بھی رہو اور (مجھ سے) ڈرتے بھی رہو اور اپنے (خواہشات بھرے) دل کو (میری عظمت کے رعب سے) ڈر کر، مار دو!

اے عیسیٰ! رات (کے اوقات میں عبادت) کو اہمیت دو، تاکہ میری مسرت و خوشنودی حاصل کر پاؤ اور اپنی (حقیقی) ضرورت کے دن کے لیے خود کو "آج" (روزے سے بھوکا) پیاسا رکھو!

اے عیسیٰ! یقیناً (قیامت کے دن) تم سے باز پرس ہوگی، اس لیے کہ جس طرح میں تم پر خصوصی رحم و مہربانی کرتا ہوں، تم بھی اسی طرح کمزور پر رحم کرو! اور یتیم سے قہر و جبر سے کام نہ لو!

اے عیسیٰ! تنہائیوں میں اپنے آپ پر روؤ، نمازوں کے اوقات میں نماز پڑھنے کے لیے قدم بڑھاؤ اور اپنی قوّتِ گویائی کی لذّت (و حلاوت) کو میرے ذکر

کے ذریعے مجھے سنواؤ! کیونکہ میرا حسنِ سلوک یقیناً تمہارے لیے اچھا ہوتا ہے!

اے عیسیٰ! کئی اُمتیں ایسی ہیں جن کو اُن کے گزشتہ گناہوں کے باعث میں نے ہلاک کر ڈالا جبکہ میں نے تمہیں ان (گناہوں) سے بچائے رکھا ہے!

اے عیسیٰ! کمزور سے نرمی برتو! اور اپنی کمزور نگاہ کو آسمان کی جانب بلند کر کے مجھ سے دعا مانگو کہ میں تم سے قریب (ہی) ہوں اور اپنی (صرف) کسی ایک پریشانی کی خاطر، بغیر آہ وزاری کے مجھے یاد نہ کرنا۔ اس لیے کہ جب (بھی) تم مجھے پکارو گے تو میں ویسے ہی جواب دوں گا! (وہ دعا یا پکار ایک پریشانی کے لیے ہو یا بہت سی پریشانیوں کے لیے!)

اے عیسیٰ! وہ شخص جو (میری) نافرمانی کے ساتھ تکبر وغرور کرتا ہے۔ وہ روزی رزق میرا کھاتا اور پرستش وعبادت میرے "غیر" کی کرتا ہے، وہ کہیں تمہیں فریب نہ دے! اس (تکبر، تمرّد اور غرور) کے بعد بھی، جب وہ مجھے پکارتا ہے تو میں اس (کی پکار) کا جواب دیتا ہوں اور جب میں اُس کی دعا قبول کر لیتا ہوں تو اس کے بعد وہ پھر اپنے گزشتہ رویے کی جانب واپس لوٹ جاتا ہے پس وہ مجھ سے اکڑتا ہے یا میرے (غیض وغضب اور) غصہ کے مقابل آتا ہے؟ میں نے بھی اپنی ہی قسم کھائی کہ میں اس کا مواخذہ (یا گرفت) ضرور بالضرور کروں گا ایسا مواخذہ (یا پکڑ)! جس سے بچاؤ کی کوئی (شکل و) صورت نہیں! اور نہ میرے سوا اس (گرفت یا مواخذے) سے اُسے کہیں پناہ نصیب ہو سکتی ہے۔ کہاں بھاگے گا؟ وہ میرے آسمان وزمین سے (نکل کر)!

اے عیسیٰ! بنی اسرائیل کے ظالموں سے کہہ دو کہ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ) جب تک مالِ حرام تمہاری آغوش میں اور بت تمہارے گھروں میں موجود ہیں، مجھے مت پکارو! اس لیے کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ جو بھی مجھے پکارے گا میں اس (کی پکار) کا جواب دوں گا، اور میں اپنے جواب کو خاص طور پر اُن (ظالموں) کے حق میں "لعنت" قرار دے دوں گا یہاں تک کہ اُن کا شیرازہ نہ بکھر جائے!

اے عیسیٰ! ناپائیدار لذت اور زوال پذیر عیش میں عیش و لذت والے (شخص) کے لیے کیا خوبی ہے؟

اے ابنِ مریم! اگر تمہاری آنکھ وہ سب کچھ دیکھ لے جو میں نے اپنے نیک دوستوں کے لیے (جنت میں) تیار کر رکھا ہے تو تمہارا دل پگھل جائے اور اس کے اشتیاق سے تمہاری جان ہی نکل جائے! پس..... "آخرت" (و جنت) جیسا کوئی گھر نہیں۔ وہ ایسا گھر ہے جہاں پاکیزہ لوگ ہم سائے ہیں۔ جن کے پاس مقرّب فرشتے آیا کرتے ہیں اور وہ لوگ قیامت کے دن پیش آنے والے ہر خوف و ہراس اور ہولناک چیز سے اس (جنت) میں محفوظ اور آسودہ ہیں، یہ ایسا گھر ہے جس میں اُس گھر والوں کے لیے نعمتیں نہ تو متغیر (وتبدیل) ہوتی ہیں نہ ہی زوال کا شکار ہوتی ہیں!

اے ابنِ مریم! اس (جنت) کے بارے میں مقابلہ کرنے والوں سے مقابلہ کرو اس لیے کہ یہ جنت کے مستقل باشندوں کی تمنا ہے اور دیکھنے میں یہ حسین جگہ ہے اے مریم کے فرزند! تمہارے لیے اچھا ہے کہ تم اس (جنت) کے لیے عمل کرنے والوں میں سے بنو اور اپنے آباء و اجداد آدمؑ و ابراہیمؑ کے

ہمراہ ایسی بہشتوں اور نعمتوں میں رہو کہ جن کو نہ تو تم بدلنا چاہو اور نہ وہاں سے کہیں اور منتقل ہونا چاہو۔ (ہاں!) میں تقویٰ شعاروں، پرہیز گاروں کے ساتھ ایسا ہی رویہ رکھتا ہوں!

اے عیسیٰ! اُس شخص کے ہمراہ میری جانب بھاگو جو (دوزخ کے) شعلوں اور (لوہے کے) طوقوں اور شکنجوں والی آگ سے بھاگتا ہے، ایسی آگ جس میں راحت وسکون کا کوئی گزر نہیں نہ اس (آگ سے) کبھی غم نکل پائے گا، وہ (دوزخ) تاریک رات کا ایک ٹکڑا ہے جو اس دوزخ سے رہائی پا جائے وہی کامیاب ہوتا ہے، یہ دوزخ جابروں، سرکش ظالموں اور ہر سخت گستاخ و بداخلاق کا ٹھکانا ہے!

اے عیسیٰ! جو اس پر تکیہ کرے یہ (دنیا) اُس کا برا ٹھکانا اور ظالموں کی بری آرام گاہ ہے! یہ سچ ہے کہ میں تمہیں (اس دنیا سے) بچا رہا ہوں پس تم میرے وسیلے، خبردار اور آگاہ رہو!

اے عیسیٰ! تم جہاں بھی ہو میرا دھیان رکھو اور گواہ رہو کہ میں نے تمہیں پیدا کیا ہے اور تم میرے بندے ہو اور یقیناً میں نے (ہی) تمہیں (یہ) شکل وصورت عطا کر کے زمین پر بھیجا ہے!

اے عیسیٰ! برباد کرنے والی (خواہشات نفسانی اور) شہوتوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھو، ہر خواہش و شہوت جو تمہیں مجھ سے دور لے جائے، اُسے چھوڑ دو! اور تمہیں یہ جان لینا چاہیے کہ تم میری جانب سے بھیجے گئے امانتدار "رسول" کے عہدے پر فائز ہو۔ اس لیے تمہیں مجھ سے محتاط (اور چوکنا) رہنا چاہیے!

اے عیسیٰ! میں نے تمہیں اپنے "کلام" کے ذریعے پیدا کیا، تمہاری ماں "مریمؑ" نے تمہیں میرے امر سے جنم دیا، اُنؑ کے پاس "میری روح" کو بھیجا گیا جو میرے فرشتوں میں سے "جبرئیل امین" ہیں تاکہ تم زمین پر قیام کرو اور زندہ سلامت چلتے پھرتے رہو اور یہ (جو کچھ تمہاری پیدائش کے سلسلے میں ہوا) سب میرے علم میں پہلے ہی سے تھا!

اے عیسیٰ! اگر میں تم سے ناراض ہوں تو، جو تم سے خوش اور راضی ہے اس کی خوشنودی اور رضامندی تمہیں قطعاً کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گی اور اگر میں تم سے خوش اور راضی ہو جاؤں تو تم پر غصہ دکھانے والوں کا غیض و غضب تمہیں کوئی نقصان و ضرر نہیں پہنچائے گا!

اے عیسیٰ! تم اپنے اندر مجھے یاد کرتے رہو اور تم اپنے لوگوں میں سب کے سامنے بھی میرا ذکر کرو تو میں تمہارا ذکر آدمیوں سے زیادہ بہتر لوگوں کے سامنے کروں گا۔

اے عیسیٰ! تم مجھے اُس ڈوبنے والے کی مانند پکارو جس کی فریاد کو پہنچنے والا کوئی نہ ہو!

اے عیسیٰ! میری جھوٹی قسم مت کھانا، اس لیے کہ (جھوٹی قسم یا حلف پر) میرا "عرش" غیض و غضب سے (لرزنے) تھرتھرانے لگتا ہے! یہ دنیا تو چھوٹی سی عمر والی ہے جس میں (امید اور) آرزوئیں (طویل اور) لمبی لمبی ہوتی ہیں اور میرے پاس جو "گھر" ہے وہ ان لوگوں کے جمع کردہ (مال و اسباب) سے بہتر ہے!

اے عیسیٰ! تم اُس وقت کیا کرو گے؟ جب میں تمہارا سچ بولتا نامہ اعمال باہر نکالوں گا اور تم اپنے پوشیدہ رازوں اور اپنے کیئے ہوئے اعمال کا مشاہدہ (سب کے

سامنے اپنی آنکھوں سے) کرو گے!

اے عیسیٰ! بنی اسرائیل کے ظالموں سے کہہ دو کہ: تم نے اپنے ''چہرے'' تو دھو لیے جب کہ اپنے ''دلوں'' کو گندا کر لیا۔ کیا تم مجھے دھوکا دے رہے ہو؟ یا میرے مقابل آنے کی جرأت کر رہے ہو؟ دنیا والوں کے لیے تو تم خود کو عطر و خوشبو میں بسا لیتے ہو جب کہ میرے نزدیک تمہارے اندر مُردوں کی گندگی بھری ہوئی ہے۔ گویا کہ تم لوگ ''مُردے'' ہو!

اے عیسیٰ! اِن (بنی اسرائیل کے ظالمو) سے کہہ دو کہ حرام کی کمائی سے اپنے ہاتھ کھینچ لو! اور گالیاں سننے سے بچنے کے لیے اپنے کانوں کو بہرا کر لو۔ میرے سامنے اپنے ''دلوں'' کے ساتھ حاضر ہوا کرو، میں (خالی خولی) تمہاری ''شکلیں'' نہیں دیکھنا چاہتا!

اے عیسیٰ! نیکی سے خوش ہوا کرو اس لیے کہ یہ رویّہ مجھے پسند ہے اور ''گناہ'' پر رویا کرو اس لیے کہ وہ ''عیب'' ہے۔ اور جو کام تم اپنے ساتھ کیا جانا پسند نہ کرو وہ دوسروں کے ساتھ بھی نہ کرو اور اگر کوئی تمہارے دائیں رخسار پر تھپّڑ مارے تو تم اُسے (اپنا) بایاں رخسار بھی پیش کر دو! اور تمام تر محنت اور محبت کے ساتھ میرا ''قرب'' حاصل کرو اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کرو!

اے عیسیٰ! نیکو کاروں کے لیے راہ نُما بن جاؤ اور اُن کے ساتھ نیکیوں میں شریک ہو جایا کرو اور ان (کی نیکیوں) کے گواہ رہو۔ اور بنی اسرائیل کے ظالموں سے کہہ دو کہ اے ''برائیوں'' کے ساتھیو! اگر تم برائی سے باز نہیں آ ؤ گے تو میں تمہیں بندروں اور سؤروں (کی شکل) میں (مسخ اور) تبدیل کر دوں

گا!

اے عیسیٰ! بنی اسرائیل کے ستمگروں سے کہہ دو: ''حکمت'' (و دانشمندی تو) میرے خوف سے روتی ہے اور تم ہنس ہنس کر بے ہودہ باتیں (اور گالم گلوچ) کرتے ہو! کیا تمہارے پاس میرے عذاب (سے چھٹکارے) کا امان نامہ موجود ہے؟ کیا تم میری سزا (وعقوبت) کا سامنے کرنے چلے ہو؟ مجھے اپنی ذات کی قسم ہے! میں ضرور بالضرور تمہیں آئندہ (نسلوں کے) لوگوں کے لیے (عبرت کی) مثال بنا کر چھوڑوں گا!

اے عیسیٰ! ان (تمام باتوں، نصیحتوں) کے بعد، اے پاکدامن کنواری دوشیزہ مریمؑ کے فرزندِ ارجمند! میں تمہیں رسولوں کے سیّد وسردار اور میرے (دوست اور) حبیب ''احمدؐ'' جو سُرخ بالوں والے اونٹ کے مالک وسوار، دمکتے چہرے والے، نور پھیلانے والے، پاک صاف دل کے مالک، طاقتور، بہادر (اور شدید جنگجو) اور شرم وحیا کی کرامت سے مکرّم ہیں، میں تمہیں اُن کے بارے میں وصیت ونصیحت کرتا ہوں کہ یقیناً وہ تمام عالموں کے لیے رحمت ہیں اور اولاد آدمؑ کے سردار ہیں جس روز وہ مجھ سے ملاقات کریں گے تو پیش قدمی کرنے والوں میں سب سے زیادہ گرامی قدر و باکرامت ہوں گے اور تمام مسلمانوں میں، مجھ سے نزدیک ترین ہوں گے وہ عرب نژاد ''امّی'' (''مکہ'' امّ القریٰ کے باشندے) میرے دین کو اپنانے والے، میری ذات کے بارے میں (میری ذات کی خاطر) صبر کرنے والے، مشرکین کو میرے دین سے دور کرنے کے لیے (جہاد کرنے والے) مجاہد ہیں، سوتم اُن کے بارے میں بنی اسرائیل کو بتا دو

اور انہیں اُن (احمدؐ) کی تصدیق کرنے کا حکم دو اور نہیں حکم دو کہ وہ انؐ پر ایمان لائیں اُنؐ کی تابعداری اور اُن کی مدد (ونصرت) کریں!

(اس مرحلۂ راز و نیاز پر) حضرت عیسیٰؑ نے عرض کیا (اور پوچھا) اے میرے پروردگار وہ کون حضرت ہیں جن کی اس درجہ خوشنودی و رضا کو حاصل کروں؟

اُس (اللہ تعالیٰ) نے فرمایا کہ: وہ (ہستی) محمدؐ (کی) ہے جو تمام انسانوں کی جانب اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے (رسول) ہیں اور مرتبے کے لحاظ سے وہ ان سب میں مجھ سے نزدیک ترین (مقام و) مرتبے کے مالک ہیں اور ان کی (سفارش و) شفاعت میرے حضور (و بارگاہ) میں سب سے زیادہ قبول کیے جانے کے لائق ہے، اچھا ہے، اُنؐ کے لیے اور اُن کی امت کے لیے پیغمبرؐ اچھا ہے! یقیناً وہ (اُمتی) لوگ مجھ سے، انہی کے (بتائے ہوئے) راستے پر (چل کر) ملاقات کریں گے! زمین والے ان کی تعریف کرتے ہیں اور آسمان والے ان کے لیے (مجھ سے) مغفرت طلب کرتے ہیں وہ برکت والے امین ہیں وہ پاک سیرت (وکردار کے مالک) ہیں، میرے نزدیک وہ باقی (ماندہ آنے والی نسل کے) لوگوں میں سب سے اچھے ہیں، وہ آخری زمانے میں تشریف لائیں گے، تب آسمان اپنی رحمت کے دروازوں کو کھول دے گا اور زمین اپنے شگوفوں کو ظاہر کردے گی تاکہ سب اُس کی برکت کو دیکھ لیں، اور جن (چیزوں) پر وہ اپنا دستِ شفقت پھیرے گا میں ان کو برکت (سے نواز) دوں گا۔ اُس کی بیویاں زیادہ، اولاد کم ہوگی!!

اے عیسیٰ! جو باتیں تمہیں میرے قریب لاسکتی ہیں وہ سب میں نے تمہیں بتا دی ہیں
اور جو چیزیں تمہیں مجھ سے دور کرسکتی ہیں میں نے تمہیں اُن (کے کرنے)
سے روک دیا ہے، اب تم اپنے لیے اچھا چاہو!

اے عیسیٰ! یہ دنیا میٹھی ہے اور میں نے تمہیں اس دنیا میں عمل کرنے کے لیے کہا ہے تو،
تم ان چیزوں سے بچ کر رہو جن سے میں نے تمہیں پرہیز کرنے کو کہا ہے
اور تم اس دنیا میں وہ چیزیں لے لو جو میں نے (تمہاری آسائش کے
لیے) مہربانی کرتے ہوئے تمہیں بخشی ہیں!

اے عیسیٰ! اپنے عمل پر گناہ گار، خطا کار غلام کی سی نظر ڈالو، تم دوسروں کے عمل کو مت
دیکھو اور دنیا میں زاہد و پارسا بن کے رہو اور اس دنیا سے دل نہ لگانا ورنہ تم
مارے جاؤ گے (تباہ ہو جاؤ گے!)

اے عیسیٰ! عقل سے کام لو! غور و فکر کرو اور (اس) زمین کے طول و عرض پر نظر ڈالو
(اور یہ دیکھو) کہ ظلم ڈھانے والوں کا کیا انجام ہوا؟

اے عیسیٰ! میرے ہر بیان و تقریر میں تمہارے لیے پند و نصیحت (ہوتی) ہے اور میری
ہر بات تمہارے لیے حق ہے اور میں (ہی) روشن و آشکار حق ہوں تو میں
(تم سے) سچ کہتا ہوں میری جانب سے ہر بات کو تمہیں بتا دینے کے بعد
اگر تم نے میری نافرمانی کی تو میرے مقابل (یا مجھ سے ہٹ کر) تمہیں
کوئی دوست یا مددگار نصیب نہیں ہوگا!

اے عیسیٰ! اپنے دل کو خوف (خدا) کی تربیت دو اور تم اپنے سے پست (اور نچلے
مرتبے والے) لوگوں پر نظر ڈالا کرو اور جو لوگ تمہارے مقابلے میں بلند
مرتبہ ہیں انہیں مت دیکھا کرو! اور یہ بات یقینی طور پر جان (اور مان) لو

کہ دنیا کی محبت ہی ہر غلطی اور گناہ کا سرِ آغاز (Starting Line) ہے۔ تو تم اس (دنیا) سے محبت نہ کرنا اس لیے کہ میں اِس سے محبت نہیں کرتا!

اے عیسیٰ! اپنے دل کو میرے لیے پاک (اور خالص) کرلو! اور تنہائیوں میں میرا ذکر (اور میری یاد) کثرت سے کیا کرو اور یہ بات جان لو کہ میری خوشی اس میں ہے کہ تم (عاشقوں کی مانند) خوشامدانہ انداز میں میرے سامنے آؤ اور تم (میری یاد اور ذکر کے) اس سلسلے کے دوران زندہ (دل) رہو اور مردہ (لاش کی طرح) نہ بنو!

اے عیسیٰ! مجھ سے شرک نہ کرنا! اور مجھ سے محتاط رہنا اور اپنی صحت (وسلامتی) کے فریب میں نہ آنا اور اپنے آپ کو (دوسروں کے حوالے سے) رشک (و حسد کے چکّر) میں نہ ڈال دینا اس لیے کہ یہ دنیا تو گھٹتے سائے کی طرح ہے جو سامنے سے آرہا ہوتا وہ ایسا ہی ہوتا ہے جیسے پیٹھ پھیر کے واپس جارہا ہو! اور مقابلہ یا رشک کرنا ہو تو نیکیوں کے لیے اپنی جدوجہد کی خاطر کرو، حق کا ساتھ دو چاہے تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر کے (تمہاری لاش کو) آگ سے جلا دیا جائے (نوٹ: جیسے مصر میں محمدؒ بن ابی بکر کی نعش کو گدھے کی کھال میں سی کر نذرِ آتش کردیا گیا!)

میری مغفرت اور پہچان کے بعد مجھ سے کفر اختیار نہ کرنا اور جاہلوں کے ساتھ مت رہا کرو! اس لیے کہ جو چیز جن چیزوں کے ساتھ (رکھی) ہو اُن سے ملتی جُلتی لگتی ہے (یعنی اگر تم نادانوں اور جاہلوں کے ساتھ رہو گے تو جاہل و نادان ہی سمجھے جاؤ گے)

اے عیسیٰ! میرے لیے اپنی آنکھوں سے آنسو بہائے جاؤ اور (میرے سامنے) اپنے دل کو (اپنے سر کی طرح) جھکائے رکھو!

اے عیسیٰ! سخت حالات میں بھی فریاد مجھ سے کرو کہ میں (ہی) پریشان حالوں کی فریاد کو پہنچتا اور مضطر و بے قرار لوگوں (کی پکار) کا جواب دیا کرتا ہوں اور میں رحم کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہوں!

انجیل وغیرہ میں سے جناب مسیح علیہ السلام کے مواعظ اور نصیحتیں اور ان کے کچھ حکمت آمیز اقوال!

۱) خیر و سعادت ہو، آپس میں رحم کرنے والوں کے لیے کہ قیامت کے روز انہی پر رحم کیا جائے گا۔

۲) خیر و سعادت ہو، لوگوں میں صلح صفائی کروانے والوں کے لیے کہ قیامت کے دن (اللہ تعالیٰ کے) تقرب یافتہ لوگ وہی ہوں گے۔

۳) خیر و سعادت ہو، پاکیزہ دل لوگوں کے لیے کہ یہی لوگ (اپنے دلوں کی آنکھوں سے) اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے!

۴) خیر و سعادت ہو، اُن کے لیے جو دنیا میں (تواضع اور) فروتنی (کے ساتھ زندگی بسر) کرتے ہیں کہ یہی لوگ قیامت کے روز بادشاہی کے منبروں (یا مسندوں) کے مالک (ووارث) ہوں گے!

۵) خیر و سعادت ہو مسکینوں (مفلسوں) کے لیے کہ آسمان کا ملکوت (والا حصہ) اُنہی کا ہوگا۔

۶) خیر و سعادت ہو غمزدہ لوگوں کے لیے کہ (قیامت کے روز) وہی مسرور و شادماں ہوں گے۔

۷) خیر و سعادت ہو ان لوگوں کے لیے جو (فروتنی اور) ''خشوع'' کی وجہ سے

بھوکے پیاسے رہتے ہیں (قیامت کے روز) انہی لوگوں کو سیراب کیا جائے گا۔

۸) خیر و سعادت ہو اُن لوگوں کے لیے جو اچھے کام کرتے ہیں، انہی لوگوں کو "اللہ کے برگزیدہ (بندے) کہہ کر پکارا جائے گا۔

۹) خیر و سعادت ہو اُن لوگوں کے لیے کہ جنہیں طہارت کی وجہ سے گالیاں دی گئیں اسی لیے ان کے لیے (بھی) آسمان کا "ملکوت" ہے!

۱۰) تمہارے لیے سعادت و خیر ہو اُس وقت کہ جب تم سے حسد و رشک کیا جائے اور تمہیں گالیاں دی جائیں اور تمہارے بارے میں ہر بُری اور جھوٹی بات کی جائے تب تمہیں خوش حال و دل شاد ہونا چاہیے، اس لیے کہ یقیناً تمہارا ثواب (واجر) آسمان میں بڑھ چکا ہے!

۱۱) جناب عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے بُرے بندو، تم لوگوں کو (ان کی برائیوں پر) ظن و گمان کی بنیاد پر ملامت کرتے ہو اور (اپنی برائیوں پر) اپنے آپ کو باوجود یقین کے ملامت نہیں کرتے!

۱۲) [اے دنیا کے غلامو! تمہیں یہ پسند ہے کہ تمہارے بارے میں وہ کچھ کہا جائے جو تم میں (موجود ہی) نہیں ہے اور (تمہیں) یہ (اچھا لگتا ہے کہ تم اتنے مشہور ہو جاؤ) کہ (راہ چلتے) تمہاری جانب انگلیوں سے اشارہ کیا جائے!]

۱۳) اے دنیا کے بندو! (بہ ظاہر پرہیزگار، مخلص اور شریف نظر آنے کی خاطر) تم اپنے سروں کو مُنڈوائے، زلفوں کو کٹوائے اور سروں کو تو جھکائے رہتے ہو جبکہ اپنے دلوں سے کینے کو دور نہیں کرتے!

۱۴) اے بندگانِ دنیا! تمہاری مثال اُن سجی بنی قبروں کی سی ہے جن کا ظاہری (حصہ) دیکھنے والے کو خوش (اور حیران) کر دیتا ہے حالانکہ اس (قبر) کے اندر

مردوں کی ہڈیاں ہوتی ہیں اور وہ گناہوں سے بھری ہوتی ہے!

۱۵) اے غلامانِ دنیا! تمہاری مثال تو بس اس چراغ کی سی ہے جو دوسروں کو روشنی دینے کے لیے اپنے آپ کو جلائے ڈالتا ہے!

۱۶) اے بنی اسرائیل! (علم و حکمت کا نور حاصل کرنے کی خاطر) علماء کی نشستوں میں ان کے گرد ہجوم کرلیا کرو، چاہے تمہیں ان سے قریب ہونے کے لیے گھٹنوں کے بل گھسٹ کر جانا پڑے، اس لیے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ مردہ دلوں کو حکمت کے نور کی ذریعے ہی زندہ کرتا ہے جیسا کہ موسلا دھار بارش زمین کو زندہ کردیتی ہے!

۱۷) اے بنی اسرائیل! کم بولنے میں عظیم حکمتیں (پوشیدہ) ہیں اس لیے تمہیں خاموش رہنا چاہیے، اس لیے کہ یہ (کم گوئی) ایک اچھی عادت، گناہوں کے بوجھ میں کمی اور اُن کی قلت کا موجب وسبب ہے! پس تم "علم" کے دروازے کو (قلعے کے دروازے کی مانند) مضبوط کرلو اور یقیناً "صبر" (ہی) کم گوئی کا دروازہ ہے اور اللہ تعالیٰ ہر "بلا وجہ ہنسنے والے" اور بے ادب راستے کے راہی (کو دشمن سمجھتا اور اُس) سے بغض رکھتا ہے اور اُس "فرماں روا" کو جو چرواہے کی طرح ہوتا ہے اور اپنی رعایا سے غافل نہیں ہوتا...... پسند کرتا ہے (اُس سے محبت کرتا ہے!)

پس...... تم اللہ تعالیٰ سے تنہائیوں اور پوشیدہ مقامات پر اُسی طرح شرم و حیا کیا کرو جیسا کہ تم لوگوں سے اُن کے سامنے ہوتے ہوئے شرم محسوس کرتے ہو! اور یہ بات یقین سے جان لو کہ حکمت کی بات "مومن" کی گم شدہ چیز ہے، اس سے پہلے کہ وہ کسی کے ہاتھوں اُٹھالی جائے، تم اُٹھالو! اور اس حکمت کی بات

کے اُٹھ جانے کا مطلب اُس کے روایت کرنے والوں کا تمہارے درمیان سے اُٹھ جانا ہے!

۱۸) اے صاحبِ علم! علماء کے تعظیم اُن کے علم کے سبب کیا کرو اور ان سے نزاع و کشمکش چھوڑ دو اور جاہلوں کو ان کے جہل و نادانی کی وجہ سے پست سمجھ کر مت دھتکارو بلکہ انہیں اپنے قریب لاؤ اور تعلیم و تربیت دو! اے صاحبِ علم! ہر وہ نعمت جس پر تم شکر ادا نہیں کرو گے تو گویا وہ اس برائی کی مانند ہے جس پر تمہارا مواخذہ ہوگا!

۱۹) اے صاحبِ علم! یہ بات اچھی طرح نوٹ کرلو کہ ہر وہ گناہ کہ جس کی توبہ میں تم سستی کرو گے تو گویا وہ اُس بدلے یا پاداش کی مانند جس پر تمہیں سزا دی جائے!

۲۰) اے صاحبِ علم! وہ کرب و غم کے جن کے بارے میں تمہیں معلوم نہیں کہ وہ تمہیں کب گھیر لیں۔ اس سے پہلے کہ وہ تمہیں اچانک گھیریں تم خود کو اُن کے لیے آمادہ و تیار رکھو!

۲۱) حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ! تمہارا کیا خیال ہے؟ کہ کوئی اپنے بھائی کے قریب سے گزرے اور اس کی نظر پڑے کہ کپڑا اس (بھائی) کی شرمگاہ سے ہٹ گیا ہے اور وہ عریاں ہوگیا ہے تو وہ کیا کرے گا؟ کیا وہ اس کپڑے کو بالکل ہی ہٹا دے گا؟ کہ اس کی شرمگاہ بالکل ہی ننگی ہوجائے یا وہ اُسے کپڑے سے ڈھانپ دے گا تا کہ وہ چھپ جائے! تو سب ہی نے عرض کیا کہ ہم عریاں شرمگاہ کو دوبارہ ڈھانپ دیں گے! تو آپؑ نے فرمایا: ہرگز نہیں! بلکہ تم تو اُسے عریاں کردو گے!

حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھی سمجھ گئے کہ آپ نے کوئی (علامتی یا) تمثیلی بات

کی ہے تو سب نے عرض کیا: یا روح اللہ! تو یہ کام کیسے ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا: وہ مرد بھی تو اس شخص کی طرح تمہی میں سے ہے جو اپنے کسی بھائی کے عیب کے بارے میں جان گیا ہو مگر اُس کی پردہ پوشی نہ کرے۔

۲۲) میں تم سے حقیقت بیان کرتا ہوں: میں تمہیں اس لیے تعلیم دیتا ہوں کہ تم سیکھ لو، اس لیے نہیں کہ تم فخر و ناز کرنے لگو! یقیناً تم لوگ اپنی خواہشوں کو چھوڑے بغیر وہ سب کچھ کبھی نہیں پاسکتے جو تم (حاصل کرنا) چاہتے ہو اور جس کے امیدوار ہو اس کے حصول کے لیے ناپسندیدہ باتوں پر صبر کیے بغیر تم کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے پیار کی نظر سے بچو کہ یہ (نظر بازی) دلوں میں شہوت کو بوتی ہے اور صاحب نظر کو فتنے (میں ڈالنے) کے لیے کافی ہوتی ہے...... اچھا ہے اس کے لیے جس کی بصارت اس کے دل میں قرار دی گئی اور اس کے دل کو اس کی آنکھوں کی نگاہ میں قرار نہ دیا گیا لوگوں کے عیبوں کو ''مالکوں'' کی نگاہ سے نہ دیکھنا بلکہ ان کے عیبوں پر غلاموں جیسی نظر ڈالنا!

لوگ تو بس دو طرح کے ہوتے ہیں، گرفتارِ مصیبت و آزمائش یا صحیح و سالم! تو جس کو مصیبت و بلا میں گرفتار دیکھو، اُس پر مہربانی کرو اور صحت و سلامتی پر اللہ تعالیٰ (کا شکر اور اس) کی حمد بجالاؤ!

۲۳) اے بنی اسرائیل! کیا تمہیں اللہ تعالیٰ سے شرم و حیا نہیں آتی...... یقیناً تم میں سے کسی کا مشروب، اس کے گلے سے اس وقت تک آسانی سے نہیں اُتر سکتا جب تک کہ وہ اسے خس و خاشاک (تنکوں وغیرہ) سے پاک صاف نہ کرے جبکہ (تمہارا حال تو یہ ہے کہ تم میں سے) کسی کو پرواہ ہی نہیں ہے کہ وہ حرام کے جنگل کے جنگل نگلے چلا جارہا ہے، ارے! کیا تم نے سنا نہیں کہ تم سے ''توراۃ''

میں کہا گیا ہے: ''تم اپنے رشتے داروں سے ملتے رہو اور اُنہیں بدلہ دیا کرو!'' اور میں تم سے کہہ رہا ہوں: ''جو تم سے رشتہ توڑے تم اس سے رشتہ جوڑو اور جو تم سے کوئی چیز روکے تم اُسے دو اور جو تم سے بدسلوکی کرے تم اس سے اچھا سلوک کرو، جو تمہیں گالی دے تم اُسے سلام کرو جو تم سے دشمنی یا مخاصمت کرے تم اس سے ''انصاف'' کرو، جو تم پر ظلم کرے تم اسے معاف کردو (بالکل ویسے ہی) جیسا کہ تم پسند کرتے ہو کہ تمہاری خطاؤں پر تمہیں معاف کردیا جائے...... اللہ تعالیٰ کی جانب سے تمہیں معافی ملنے کے بارے میں غور وفکر کرو اور...... کیا تمہیں نظر نہیں آتا کہ اُس (اللہ تعالیٰ) کا سورج، تمہارے تمام نیکوں اور بدکاروں پر اپنی کرنیں (برابر برابر) ڈالتا ہے اور اس کی بارش تم میں سے تمام اچھوں اور بروں پر (یکساں) برستی ہے!

تو اگر تم صرف اسی سے محبت کرو جس نے تم سے محبت کی اور صرف اُسی سے اچھائی کرو جس نے تم سے اچھا سلوک کیا اور بدلے میں صرف اُسی کو دو جس نے تمہیں دیا تو اس صورت میں اُس (دوسرے) شخص پر تمہیں کیا فضیلت (و برتری) ملی، جب کہ یہ طرزِ عمل تو وہ لوگ بھی اختیار کرلیتے ہیں جن کے پاس نہ کوئی فضیلت و برتری ہوتی ہے اور نہ ان کے پاس عقل وشعور ہوتے ہیں! اور...... لیکن اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے دوست اور اس کے برگزیدہ و منتخب شخص شمار ہوؤ تو تم اچھا سلوک اُس سے کرو جس نے تم سے بدسلوکی کی ہو اور درگزر اُس سے کرو جس نے تم پر ظلم ڈھایا ہو اور سلام اُسے کرو جس نے تم سے منہ موڑا ہو! میری بات سُنو اور میری ہدایت (و وصیت) یاد رکھو میرے عہد کا پاس کرو تاکہ تم عُلَماء و فقہا بن جاؤ!

۲۴) میں تم سے حقیقت بیان کرتا ہوں کہ یقیناً تمہارے دل وہاں اٹکے ہوئے ہوتے ہیں جہاں تمہارے خزانے ہوں اور اسی وجہ سے لوگ اپنے مال و متاع سے محبت کرتے ہیں اور دل و جان سے ان کے شوقین ہوتے ہیں اس لیے تمہیں اپنے "خزانوں" کو آسمان میں رکھنا چاہیے تا کہ نہ انہیں کیڑا کھا سکے اور نہ ہی انہیں چور پاسکیں!

۲۵) میں تمہیں حقیقت بتاتا ہوں کہ: کوئی غلام دو آقاؤں کی خدمت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا وہ کتنی ہی محنت کرے لامحالہ (مجبوراً) وہ ایک کو دوسرے پر ترجیح دے ہی دے گا بالکل ویسے ہی اللہ تعالیٰ کی اور دنیا کی محبت (دونوں بیک وقت) تم میں اکٹھی نہیں ہوں گی!

۲۶) میں تم سے حقیقت کہتا ہوں کہ لوگوں میں سب سے برا (اور شریر) عالم مرد وہ ہے جو اپنی دنیا کو اپنے علم پر ترجیح دے، اس سے محبت کرے اور اس کی جستجو میں لگا رہے اور اس کوشش میں لگا رہے کہ اگر اس کے پاس لوگوں کو حیران کرنے کی طاقت ہو تو وہ ایسا ہی کرے! اور سورج کی روشنی کا پھیلاؤ کسی نابینا کو کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے کہ وہ تو اس (روشنی) کو دیکھ نہیں سکتا بالکل ویسے ہی علم بے عمل عالم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا! کتنے بہت سے درختوں کے پھل ہوں گے جنہیں نہ تو کھایا جاتا ہے نہ ہی ان سے (کسی کو) فائدہ پہنچتا ہے، ایسے ہی کتنے بہت سے علماء ہیں کہ وہ سب اپنے علم سے فائدہ ہی نہیں اٹھاتے اور زمین کتنی وسیع و فراخ ہے لیکن ساری کی ساری زمین قابل رہائش و سکونت نہیں ہے اور کتنے ہی سخن وَر (مقرّر) ہیں جن کی ہر بات کو سچ نہیں سمجھا جاتا...... اس لیے تم ان جھوٹے عالموں سے، اپنی حفاظت کرو جو اونی لباس پہنے اپنے سروں کو زمین کی جانب

جھکائے رہتے ہیں تاکہ اس طرح وہ اپنی غلطیوں، خطاؤں کو درست ثابت کردکھائیں...... وہ اپنی ابروؤں کے نیچے سے بھیڑیوں کی مانند چھلتی ہوئی (سرسری) نظروں سے دیکھا کرتے ہیں اور اُن کا قول اُن کے فعل (وکردار) کا مخالف ہے۔ کیا جنگلی جھاڑیوں سے ''انگور'' اور (کوڑ دنبہ، ٹرو) اندرائن کی بیل سے ''انجیر'' چُنے (یا توڑے) جاسکتے ہیں؟ سُو...... اسی طرح جھوٹے عالم کی بات کا اثر، سوائے جھوٹ اور دھوکے کے کچھ نہیں ہوتا اور (اسی طرح) ہر بولنے والا سچ نہیں بولا کرتا!

۲۷) میں تمہیں حقیقت بتاتا ہوں کہ ''بیج'' نرم زمین میں اُگتا ہے سنگلاخ (اور چٹانی) زمین میں نہیں، اور اِسی طرح حکمت و دانشمندی متواضع و منکسر المزاج شخص کے دل میں آباد ہوتی ہے جابر و مغرور شخص کے دل میں نہیں، کیا تمہیں پتہ نہیں ہے کہ جو شخص سَر کو چھت (کی اونچائی) تک اٹھاتا ہے تو چھت اس کا سَر توڑ دیتی ہے اور جو شخص اُس چھت سے اپنے سر کو جھکائے رکھتا ہے وہ اس کے سائے سے فائدہ اٹھاتا اور اس کی پناہ میں رہتا ہے اور بالکل ایسے ہی جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سر نہیں جھکاتا، اللہ تعالیٰ اُس کا سر (ذلت وخواری) نیچا کر دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع (سے سر کو جھکایا) کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو (عزت وکرامت بخش کر) رفعت و بلندی عطا کر دیتا ہے!

یقیناً ایسا نہیں ہے کہ ''شہد'' ہر حال میں مشکیزوں میں صحیح سالم رہ سکے بالکل ویسے ہی ضروری نہیں کہ ''حکمت'' (و دانشمندی) دلوں میں ہر حال میں اپنی جگہ برقرار (و آباد) رکھے۔ اس لیے کہ ''مشک'' جب تک نہ پھٹے، خشک ہوکر سکڑ نہ جائے یا سَڑ کر بدبودار نہ ہوجائے، تب تک ہی اس کے لیے ''شہد'' کا برتن بنا

مناسب ہوگا..... اسی طرح ''دل'' جب تک کہ شہواتِ نفسانی اُن کو ''دریدہ'' اور ''لالچ'' ان کو ''مَیلا'' اور ''نعمتیں'' ان کو ''سخت'' نہ کردیں تب تک ہی وہ ''حکمت'' ودانشمندی کے ''ظرف'' کے طور پر مناسب ہوں گے!

(۲۸) میں تم سے حقیقت بیان کرتا ہوں کہ: یقیناً، جب آگ پہلے گھر میں لگتی ہے تو پھر وہ ایک سے دوسرے گھر کو لگتی چلی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ بہت سے گھروں کو جلا ڈالتی ہے اس صورتِ حال سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ..... پہلے گھر کو ہی جا پہنچیں اور اس کو اس کی بنیادوں سے ہی ڈھادیں تاکہ آگ اس گھر میں عمل کا (مزید) موقع نہ پاسکے! (اور باقی تمام گھر آگ سے محفوظ ہوجائیں!)
اسی طرح، اگر پہلے ظالم ہی کا ہاتھ پکڑ (کر اسے ظلم سے روک) لیا جائے تو اس کے بعد لوگوں کو کوئی ظالم ''لیڈر'' مل ہی نہ سکے گا کہ لوگ جس کی اقتدا (یا پیروی کرتے ہوئے ظلم) کرسکیں، جیسا کہ اگر آگ کو پہلے ہی گھر میں لکڑی اور تختے نہ ملتے تو وہ کسی چیز کو بھی نہ جلا پاتی!

(۲۹) میں تم سے حقیقت کہتا ہوں کہ: جس شخص کی نظر سانپ پر پڑے اور وہ دیکھ رہا ہو کہ وہ (سانپ) اس کے بھائی کو ڈسنے کا ارادہ کیے ہوئے ہے اور پھر بھی وہ شخص اپنے بھائی کو نہ بچائے یہاں تک کہ وہ سانپ اُسے ڈس کر مار ڈالے تو ایسا شخص اس بھائی کے قتل میں شریک ہونے (کے الزام) سے بچ نہیں سکتا! اسی طرح کوئی شخص اپنے دوست کو گناہ کرتے ہوئے دیکھے اور وہ اس کو گناہ کے نتیجے اور انجام سے آگاہ نہ کرے تاکہ وہ گناہ کے کام سے بچا رہے تو وہ اُس کے ساتھ گناہ میں شریک ہونے (کے الزام) سے بچ نہیں سکتا!
جس شخص میں ظالم سے اس کے ظلم کی برائی بیان کرنے کی طاقت موجود ہو اور وہ

ایسا نہ کرے تو گویا وہ خود اُس ظلم و ستم کا فاعل ہے۔ اور ظالم کیسے ڈرے گا؟ جب کہ وہ تمہارے درمیان امن اور چین سے ہے! نہ تو اُسے کوئی روکتا ہے اور نہ (ظلم اور برائی پر) کوئی اُسے ٹوکتا ہے اور نہ کوئی ظلم و ستم سے روکنے کے لیے اس کا ہاتھ پکڑتا ہے تو پھر ظالم کہاں سے کم ہوں گے؟ یا وہ کیسے مغرور نہ ہوں؟ تو کیا تم میں سے کسی کا یہ کہنا کافی ہے کہ: ''میں تو ظلم نہیں کرتا، اور بھئی جس کا جی چاہے وہ ظلم کرتا ہے'' اور ظلم ہوتے دیکھے مگر ظالم سے کوئی روک ٹوک نہ کرے! اور اگر بات ویسی ہی ہو جیسا کہ تم کہہ رہے ہو تو دنیا میں ظالموں کو ٹھوکر کھا کر گرتے (اور اقتدار سے محروم ہوتے)...... ہی اُن لوگوں کو ظالموں کے ساتھ سزا کیوں ملتی ہے جو ان ظالموں کے ساتھ ان کے اعمال میں شریک نہ تھے؟؟

۳۰) اے بُرے بندو! افسوس ہے تم پر...... تم کیسے امید رکھتے ہو کہ اللہ تمہیں قیامت کے دن کی وحشت و دہشت سے بچائے گا حالانکہ تم اللہ تعالیٰ فرماں برداری و اطاعت کے سلسلے میں تو لوگوں سے ڈرتے ہو اور معصیت نافرمانی خدا میں اُن کی اطاعت و فرماں برداری کرتے ہو اور لوگوں کے اُن عہد و پیان کو، جو اللہ کے عہد و پیان کو توڑ ڈالتے ہیں تم ان کو پورا کرتے ہو! (تم اپنے اس طرزِ عمل کے بعد بھی اللہ تعالیٰ سے امیدوار ہو کہ قیامت کے دن کی وحشت سے امن اور چین میں رہو گے!)

۳۱) میں تم سے حقیقت کہتا ہوں کہ: اللہ تعالیٰ اُس شخص کو (قیامت کے) اُس روز کی دہشت و وحشت سے قطعاً نہیں بچائے گا جو اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا، بندوں میں سے کسی کو اپنا (پالنہار، پروردگار یا) معبود اختیار کرے گا (یا سمجھے گا)!

۳۲) اے بُرے بندو...... افسوس ہے تم پر! اِس گری پڑی دنیا اور خراب و فاسد خواہش

وشہوات کی خاطر، تم جنت الفردوس کی مملکت کے حصول کے بارے میں کوتاہی کررہے ہو اور روزِ قیامت کے ہولناک ماحول کو بھولے جارہے ہو!

(۳۳) اے دنیا کے غلامو! افسوس ہے تمہاری حالت پر...... تم (فقط) زوال پذیر نعمتوں اور زندگی کی، کسی وقت بھی کٹ جانے والی ڈور کی خاطر اللہ تعالیٰ سے بھاگ رہے ہو اور اُس سے ملنے کو ناپسند کررہے ہو تو جب تم اُس سے ملنے کو ناپسند کررہے ہو تو وہ تم سے میل ملاقات کو کیسے پسند کرے گا؟ اور وہ اس شخص سے ملنا پسند نہیں کرتا جو اس (اللہ) سے ملنا پسند نہ کرے! اور تمہیں یہ زعم و گمان کیسے ہوگیا کہ تمام لوگوں میں (بس) تم اللہ تعالیٰ کے (اولیاء اور) دوست ہو (اور باقی لوگ اللہ تعالیٰ کے دوست نہیں ہیں) جب کہ تمہارا حال تو یہ ہے کہ تم ''موت'' سے تو بھاگتے ہو اور ''دنیا'' سے پناہ طلب کرتے ہو؟ مرنے والے کو ''حنوط'' کی خوشبو اور اس کے ''کفن'' کی سفیدی کیا فائدہ پہنچا سکے گی، کیوں کہ یہ سب کچھ تو مٹی میں مل جائے گا اور اسی طرح دُنیا کی شادمانی و مسرت جو تمہارے لیے سجادی گئی ہے۔ تمہیں کوئی فائدہ نہ پہنچائے گی اس لیے کہ ان سب کا رخ تو ''زوال'' اور نیست و نابود ہوجانے کی جانب ہے! تمہارے جسموں کی پاکیزگی، صفائی ستھرائی اور کھلتے رنگ کا تمہیں کیا فائدہ ہوگا کیوں کہ تم تو موت کی جانب بڑھتے چلے جارہے ہو اور آخرکار مٹی میں مل کر بھلا دیئے جاؤ گے اور قبر کی تاریکی میں اُتار کر ڈھانپ دیئے جاؤ گے!

(۳۴) اے دنیا کے غلامو...... افسوس ہے تم پر! تم، سورج کی روشنی میں چراغ اُٹھائے لیے جارہے ہو حالانکہ تمہارے لیے تو سورج کی روشنی ہی کافی ہے اور جب تمہیں اس کی روشنی سے تاریکیوں میں فائدہ اٹھانا چاہیے تو تم اُسے چھوڑ دیتے

ہو اور سورج کو تمہارے لیے اسی وجہ سے تو مسخّر کیا گیا ہے...... اسی طرح، تم علم کے نور سے دنیا کے کاموں میں تو روشنی حاصل کرتے ہو، حالانکہ تمہارے ''دنیا'' کے کاموں کو تو (خدا کی جانب سے) تمہارے لیے طے کر دیا گیا ہے (کہ جو ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا) اور تم نے ''علم'' کے نور سے ''آخرت'' کے لیے تو روشنی کا حصول چھوڑ ہی دیا حالانکہ اسی (آخرت کے لیے روشنی کے حصول کی) وجہ سے تو تمہیں علم (دین) کا نور عطا کیا گیا تھا!

تم کہتے تو یہ ہو کہ: یہ سچ ہے کہ ''آخرت حق ہے!'' اور حال تمہارا یہ ہے کہ، تم دنیا کے ساز و سامان کے بندوبست کرنے میں لگے رہتے ہو! تم کہتے تو یہ ہو کہ: ''موت حق ہے!'' پھر بھی تم اُس سے بھاگ رہے ہو! تم کہتے تو یہ ہو کہ: ''اللہ تعالیٰ یقیناً سُن اور دیکھ رہا ہے!'' تب بھی تمہیں اس کے ''حساب'' کے گھیراؤ سے ڈر نہیں لگتا! (کہ وہ تمہاری باتیں سن کر اور کردار دیکھ کر اُن سب کا ریکارڈ رکھ رہا ہے!) تمہارا حال یہ ہے تو تمہاری بات سن کر، کون سچ سمجھے گا...... بہر حال، جو نادانستہ (انجانے میں) جھوٹ بولے اس کی معذرت، اس کے مقابلے میں جو جان بوجھ کر جھوٹ بولے زیادہ قابلِ قبول ہے جب کہ (سچ تو یہ ہے کہ) جھوٹ کے بارے میں کوئی عذر بھی قابلِ قبول نہیں ہوتا!

۳۵) میں تم سے حقیقت بیان کرتا ہوں کہ: جب کسی جانور پر سواری نہ کی جائے، اُس کی تربیت نہ کی جائے اور اسے کام میں نہ لیا جائے تو اُس کی عادات تبدیل ہو جاتی ہیں...... اسی طرح اگر ''دلوں'' کو موت کی یاد اور ذکر کے ذریعے نرم نہ کیا جائے اور (خدا کی) لگاتار عبادت کے ذریعے تھکایا نہ جائے تو وہ سخت اور کُھردرے ہو جائیں۔ کسی اندھیرے گھر کو کیا فائدہ پہنچے گا اگر چراغ اس کی

چھت پر رکھ دیا جائے جب کہ اُس گھر کے اندر وحشت اور اندھیرے کا راج ہو! اسی طرح علم کی روشنی کا تمہارے منہ پر پڑنا تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا جب کہ تمہارا "اندر" علم کے نور سے خالی اور ویران ہو! پس تم اپنے تاریک گھروں کی جانب تیزی سے پہنچو اور ان کو روشن کردو اِسی طرح، تم اپنے سخت دلوں (کو نرم کرنے) کے لیے جلدی کرو تا کہ حکمت (و دانشمندی) کے ذریعے انہیں نرم کرسکو، قبل اس کے کہ اُن پر گناہوں کا زنگ چڑھ جائے اور وہ پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو جائیں! وہ شخص بھاری بوجھ کو خود کیسے اٹھائے گا جب کہ وہ اس کو اُٹھانے میں کسی دوسرے سے مدد نہیں مانگتا؟ یا اُس شخص کے گناہ کیسے کم کیے جائیں گے؟ جو اللہ تعالیٰ سے گناہوں (کی کمی) کے لیے (خود) بخشش و مغفرت طلب نہیں کرتا؟ یا...... اُس شخص کے کپڑے کیسے صاف ہوں گے جو اُنہیں دھوتا ہی نہیں! اور جو شخص کفارہ ادا نہیں کرتا وہ گناہوں سے چھٹکارا کیسے حاصل کرے گا؟ یا...... وہ شخص جو بغیر کشتی کے سمندر عبور کر رہا ہو وہ غرق ہونے سے کیسے بچے گا؟ یا...... وہ شخص جو، جدوجہد کے ذریعے (فتنوں کا) علاج نہیں کرتا وہ دنیا کے فتنوں سے کیسے بچ پائے گا؟ اور وہ شخص، منزل تک کیسے پہنچ پائے گا جو بغیر رہنما کے سفر کر رہا ہو؟

اور جو علم دین کے وسائل و ذرائع کی بصیرت (ومعرفت) نہ رکھتا ہو وہ جنت تک کیسے پہنچے گا؟ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری نہیں کرتا وہ اس کی خوشنودی و "رضا" کو کیسے حاصل کر پائے گا؟ اور جو شخص "آئینہ" نہ دیکھے وہ اپنے چہرے کا عیب کیسے دیکھے گا؟ اور وہ شخص اپنے دوست کی پوری پوری محبت کیسے حاصل کرے گا جو اپنے پاس سے اُس (دوست) کی خاطر کچھ بھی خرچ نہ کرتا ہو؟ اور

وہ شخص اپنے رب کی پوری محبت کیسے حاصل کر سکے گا جو اُسی کے دیے ہوئے رزق میں سے، اُسے تھوڑا سا بھی قرض نہ دیتا ہو؟

۳۶) میں تم سے حقیقت بیان کرتا ہوں کہ: جس طرح کسی کشتی کے سمندر میں ڈوب جانے سے نہ تو اُس (سمندر) کا کچھ گھٹتا ہے نہ اُسے کوئی ضرر پہنچتا ہے۔ بالکل ویسے ہی تم اپنے گناہوں کے ذریعے نہ تو اللہ تعالیٰ کا کچھ گھٹاتے ہو نہ اُسے کوئی نقصان وضرر پہنچاتے ہو بلکہ تم تو اپنی جانوں کو ہی گھٹاتے اور انہیں نقصان وضرر پہنچاتے ہو اور جس طرح سورج کی روشنی میں زندگی گزارنے والوں کی کثیر تعداد، اُس روشنی کو نہیں گھٹاتی بلکہ تمام لوگ اسی روشنی کے ذریعے اور وسیلے سے زندگی گزارتے اور زندہ رہتے ہیں! سو اسی طرح اللہ تعالیٰ جو تمہیں زیادہ عطا کرتا اور رزق دیتا ہے تو اِس عطا و بخشش سے (اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا ہے اور) اُس کے رزق میں کوئی کمی نہیں آتی بلکہ اس کے رزق کے سبب تم زندگی بسر کرتے اور زندہ رہتے ہو اور جو شخص اُس کا شکر ادا کرتا ہے تو وہ (اللہ تعالیٰ) اس کے رزق میں اور اضافہ کرتا ہے وہ (تمہارے) ''شکر'' کا قدرداں اور بڑا عالم و دانا ہے!

۳۷) اے بُرائی کے مزدورو! مزدوری (تو) پوری چاہتے ہو اور اس کا رزق (بھی) کھاتے ہو اور (اُس کا عطا کردہ) لباس (بھی) پہنتے ہو اور مکان (بھی) بناتے ہو اور جس نے تمہیں مزدوری کے لیے لیا ہے اُس کا کام خراب کرتے ہو...... وقت نزدیک ہے کہ اس کام کو کروانے والا تمہیں بلا کر تم سے اس کام کے بارے میں جو تم نے خراب کیا ہے...... تم سے پوچھ گچھ اور مواخذہ کرے اور وہ حکم نازل کرے جو تمہیں ذلیل و رُسوا کر دے اور تمہاری گردنوں کو ان کی جڑوں سے

اُکھاڑ پھینکنے کا اور تمہارے ہاتھوں کو اُن کے جوڑوں سے کاٹ ڈالنے کا حکم دے دے اور اس کے بعد حکم دے کہ تمہارے بدنوں کو پیٹ کے بل (زمین پر) کھینچا جائے اور انہیں سڑکوں پر پڑا چھوڑ دیا جائے تاکہ تم لوگ، متقی و پارسا لوگوں کے لیے نصیحت کا ذریعہ اور ظلم و ستم کرنے والوں کے لیے ''نشانِ عبرت'' بن جاؤ۔

(۳۸) وائے ہو تم پر...... اے علمائے سوء! اپنے آپ سے یہ مت کہو کہ تمہاری مہلتِ زندگی و مدتِ عمر کو تاخیر میں ڈال کر اس لیے پیچھے کر دیا گیا ہے کہ موت تم پر ابھی نازل نہیں ہوئی...... حالانکہ وہ تو، گویا تم پر آ چکی ہے اور تمہیں کوچ کروا چکی ہے پس تم (خدا کی) دعوت اور پکار کو گوش نشین کر لو اور ابھی سے اپنے آپ پر ''نوحے'' (مرثیے) پڑھنا (شروع کر دو) اور (ابھی سے) اپنے گناہوں (اور خطاؤں) پر رونا (شروع کر دو) اور (ابھی سے......) اپنا سامانِ سفر تیار کرنا شروع کر دو اور توشۂ سفر (ساتھ) لے لو اور اپنے پروردگار سے توبہ کرنے میں جلدی کرو!

(۳۹) میں تم سے حقیقت کہے دیتا ہوں کہ: جس طرح کوئی ''بیمار'' اچھے اور خوش ذائقہ کھانے کی طرف دیکھتا تو ہے مگر وہ اپنے درد کی شدت کی وجہ سے اُس کھانے کا مزا اور لذت لے نہیں پاتا! بالکل اُسی طرح ''دنیا دار'' کو عبادت میں لذّت نہیں ملتی اور مال کی محبت (کے ذائقے) کی وجہ وہ عبادت کی مٹھاس کا مزا نہیں لے پاتا! اور دانشمند طبیب (ڈاکٹر) جب بیمار کو اپنی باتوں سے شفا و صحت یابی کی امید دلاتا ہے تو مریض (یہ باتیں سن کر) مزا لیتا ہے اور اگر وہی طبیب (ڈاکٹر) دوا کی کڑواہٹ اور اس کے برے ذائقے کا ذکر کرے تو بیمار پر اس کی شفا و صحتیابی کے رنگ میں بھنگ پڑ جاتی ہے (بالکل) اسی طرح دنیا والے دنیا کی

زرق برق، تر و تازگی اور اس کی گوناگوں اقسام و انواع سے لذت پاتے اور مزا لیتے رہتے ہیں لیکن جب ان کے سامنے، اچانک موت کا ذکر چھیڑ دیا جائے تو ان کی نگاہ میں (دنیا کی) لذّت، کدورت میں بدل جاتی اور فاسد و تباہ ہو جاتی ہے!

۴۰) میں تم سے حقیقت کہتا ہوں کہ: یقیناً سبھی لوگ ستاروں کو دیکھا کرتے ہیں مگر ان (کے وسیلے) سے رہنمائی صرف وہ حاصل کرتا ہے جو اُن کے راستوں اور منزلوں (کے علم، ''ہیئت'') سے واقف ہے!
اور اسی طرح تم لوگ حکمت کا سبق تو پڑھتے ہو مگر اس سے رہنمائی صرف وہی حاصل کرتا ہے جو اس (علم و حکمت) پر عمل کرتا ہے۔

۴۱) افسوس ہے تم پر اے دنیا کے غلامو! گندم کو (چھان پھٹک کر) پاک صاف کر کے (آرام اور نرمی سے) اس کا آٹا باریک پیسو گے تو تمہیں اس کا صحیح مزا ملے گا اور اس (گندم) کا کھانا تمہارے تن کو لگے گا اسی طرح تم (پروردگار کے لیے اپنے) ایمان کو خالص کرلو تا کہ تمہیں ایمان کی حلاوت و شیرینی کا (صحیح) مزا ملے اور نتیجے (اور انجام) میں اس کا (فائدہ و) نفع ملے!

۴۲) میں تمہیں حقیقت بتا رہا ہوں کہ: اگر کسی تاریک رات میں تمہیں ایسا چراغ مل جائے جو ''قطران'' (بدبودار سیال تارکول) کے ذریعے روشن ہو، تو اس کی بدبو تمہیں اس کی روشنی سے فائدہ اُٹھانے سے بالکل بھی نہیں روکتی اِسی طرح حکمت و دانشمندی تمہیں جس کے پاس سے بھی ملے لے لو اس سلسلے میں اس شخص کی حکمت و دانشمندی کی تعلیم و تربیت میں بے رغبتی، تمہارے لیے روکاوٹ نہیں بننا چاہیے!

۴۳) اے دنیا کے غلامو! تم پر افسوس ہوتا ہے! نہ تو تم، حکماء (وفلاسفہ) کی طرح عقل سے کام لیتے ہو، نہ (حلیم و) بردبار لوگوں کی مانند (غور و فکر اور) گہرائی سے بات کو سمجھتے ہو اور نہ علماء کی طرح علم و آگاہی رکھتے ہو! نہ (خاص) بندوں کی طرح پارسا و متقی ہو اور نہ آزاد لوگوں کی مانند تم "بڑے لوگ" ہو! (تمہاری یہی حالت رہی تو) جلد ہی "دنیا" تمہیں تمہاری جڑوں سے اُکھاڑ پھینکے گی پھر تمہیں منھ اور ناک کے بَل اوندھا کر (کے زمین چٹا) دے گی...... تمہارے سامنے سے تمہاری خطاؤں کو (ہاتھ میں) لے کر، پیچھے سے علم کو دور کر کے، تمہیں عریاں اور تنہا کر کے بدلہ (اور جزا) دینے والے بادشاہ کے حوالے کر دے گی تا کہ وہ تمہیں تمہارے اعمالِ بد کی جزا (یا بدلہ و سزا) دے!

۴۴) اے دنیا کے غلامو! تم پر افسوس ہے! کیا تمہیں "علم" کی وجہ سے تمام مخلوق پر برتری عطا نہیں کی گئی؟ لیکن تم نے تو اس (علم) کو دور پھینک دیا اور تم اس پر "عمل" بھی نہیں کرتے...... اِس پر بھی تم دنیا کے روبرو آئے تو اس کے ذریعے حکومت کرنے لگے اور اس دنیا کو اپنے لیے آرام دہ بنانے کے لیے کام کرنے لگے اور بس اس (دنیا) کو (اپنے لیے چُن کر) اختیار کر لیا اور اس کی آبادکاری میں لگ گئے (کب تک؟) آخر تم، دنیا کے لیے کب تک ہو؟ تمہارے وجود میں اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی حصہ نہیں ہے؟

۴۵) میں تم سے حقیقت بیان کرتا ہوں! تم "آخرت" میں شرف و ارجمندی تبھی حاصل کر پاؤ گے جب تک کہ تم (اس دنیا میں) اپنی پسندیدہ چیزوں کو چھوڑ نہ دو...... اس لیے، تم توبہ کرنے کے لیے "کل" کا انتظار نہ کرو۔ اس لیے کہ "کل" تک (کے وقت) میں، ایک دن اور رات باقی ہے...... اور اللہ تعالیٰ کے

''فیصلوں'' کی آمدورفت، ''روز وشب'' میں جاری وساری ہے!

۴۶) میں تم سے حقیقت بیان کرتا ہوں کہ: چھوٹے اور حقیر گناہ...... یقیناً ابلیس کے مکروفریب کے وہ حیلے (بہانے) ہیں جنہیں وہ تمہارے لیے حقیر بنا کر پیش کرتا اور تمہاری نگاہوں میں چھوٹا کر کے دکھاتا ہے، تاکہ یہ (چھوٹے چھوٹے) گناہ جمع ہوکر بہت سارے ہوجائیں اور تمہیں (ہر طرف سے) گھیر لیں!

۴۷) میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ: ''جھوٹی تعریف کرنا'' اور ''اپنے آپ کو دین میں پاکیزہ (ومقدس) سمجھنا''، یقیناً جانی پہچانی برائیوں میں سے ہیں اور یہ بات یقینی ہے کہ ''دنیا کی محبت'' تمام برائیوں میں چوٹی کی برائی ہے!

۴۸) میں تم سے صحیح کہہ رہا ہوں کہ: پابندی سے نماز پڑھتے رہنے سے زیادہ آخرت کے شرف (ومراتب) میں (بلندیوں پر) پہنچانے اور دنیا کے پیش آنے والے حادثوں کے وقت، اس (نماز) سے زیادہ مددگارتر اور کوئی چیز نہیں ہے اور نہ اس سے زیادہ ''رحمٰن'' (خدا) سے نزدیک تر کرنے والی کوئی اور شے ہے اس لیے تم اس پر قائم ودائم رہو اور زیادہ (نمازوں) کی رغبت کیا کرو اور وہ تمام کام جو اللہ تعالیٰ سے نزدیک کرتے ہیں اُن میں ''نماز'' سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے قریب کرنے والی اور اس کی بارگاہ میں برگزیدہ کرلینے والی چیز ہے!

۴۹) میں تم سے حقیقت کہے دیتا ہوں کہ: یہی حقیقت ہے کہ جس مظلوم کی مدد نہ کی گئی ہو گفتار و کردار سے یا دل میں (ظالم کے خلاف) کینہ (رکھنے) سے......تو ایسا (مظلوم وستم رسیدہ) شخص مَلَکوتِ آسمانی میں عظیم (مرتبے کا مالک) ہوتا ہے! کیا تم میں سے کسی نے ایسا ''نور'' جس کا نام ''ظلمت'' یا ایسی ''ظلمت'' جس کا نام ''نور'' ہو...... دیکھا ہے؟ (بالکل) اِسی طرح کسی بندے میں یا باتیں اکٹھی

نہیں ہوتیں کہ وہ (بہ یک وقت) "مومن" بھی ہو "کافر" بھی ہو، وہ دنیا کی چاہت بھی رکھتا ہو اور "آخرت" میں رغبت بھی! کیا کوئی "گندم" کاشت کرنے والا "جَو" کاشت کرنے والا "گندم" کی فصل کاٹا کرتا ہے......سُو، اِسی طرح ہر بندہ آخرت میں وہ فصل کاٹے گا جو اُس نے (دنیا میں) کاشت کی ہے اور جو "کام" اس نے (دنیا میں) کیا ہے (وہ آخرت میں) اُسی کا بدلہ پائے گا!!

۵۰) میں تمہیں ایک اور حقیقت سے آگاہ کرتا ہوں کہ: درحقیقت، حکمت و دانشمندی کے حوالے سے لوگ دو طرح کے ہوتے ہیں، ایک شخص تو اس (حکمت) کو اپنے قول و گفتار سے (مستحکم و) مضبوط کرتا ہے اور وہی شخص اُس کو اپنی بدکرداری سے کھو بیٹھتا ہے! اور دوسرا شخص ایسا ہے جو اس حکمت کو اپنے قول سے مضبوط و مستحکم کرتا ہے اور اُسے (اپنے فعل اور) اپنے کردار سے سچ کر دکھاتا ہے اور دونوں میں بہت (بُعد اور) دوری ہے! سو، کردار کے (غازی) علماء کے لیے (طوبیٰ) اچھائی اور برکتیں ہیں اور "علمائے گفتار" کے لیے افسوس (اور "وَیل") ہے!

۵۱) (اے بنی اسرائیل) میں تم سے حقیقت کہتا ہوں کہ: جو (کسان) اپنے کھیت سے فالتو گھاس کو صاف نہیں کرے گا تو وہ کھیت میں اتنی کثرت سے ہوجائے گی کہ وہ سارے کھیت کو ڈھانپ کر تباہ کردے گی (بالکل) اِسی طرح جو اپنے دل سے دنیا کی محبت کو نکال باہر نہ کرے گا تو وہ اس دل کو ڈھانپ لے گی، یہاں تک کہ اس دل میں آخرت کی چاہت کے لیے جگہ ہی نہ بچ پائے گی!

۵۲) اے دنیا کے غلامو! وائے ہو تم پر! تم "مسجدوں" کو اپنے "جسموں" کے لیے

''قید خانہ'' اور اپنے ''دلوں'' کو تقویٰ اور پارسائی کے لیے ''گھر'' قرار دے لو اور اپنے دلوں کو شہوات وخواہشات کا ''ٹھکانہ'' نہ بناؤ۔

۵۳) میں تم سے حقیقت کہہ رہا ہوں کہ: تم میں سے سب سے زیادہ مصیبتوں پر آہ وزاری کرنے والا شخص وہ ہے جو تم میں، ''دنیا'' سے سب سے زیادہ اور شدید محبت کرتا ہے اور مصیبت پر تم میں سب سے زیادہ صبر کرنے والا وہ شخص ہے جو تم (سب لوگوں) میں دنیا میں سب سے زیادہ زہد و پارسائی والا ہے!

۵۴) اے بدکردار علماء تم پر افسوس ہے! کیا تم مردہ نہیں تھے؟ پھر تمہیں اُس (اللہ تعالیٰ) نے زندہ کیا اور جب اس نے تمہیں زندہ کر دیا تو تم مر گئے! افسوس ہے تم پر! کیا تم اَن پڑھ نہیں تھے؟ پھر اُس نے تمہیں پڑھایا، جب وہ تمہیں پڑھا چکا تو تم بھول گئے! افسوس ہے تم پر، کیا تم اُجڈ اور بداخلاق نہیں تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں (دین شناس، دین فہم و) فقیہ بنا دیا تو تم نے پھر جہالت اختیار کر لی۔ تم پر افسوس ہے! کیا تم گمراہ نہیں تھے؟ پھر اس نے تمہاری (ہدایت و) رہنمائی کی اور جب اس نے تمہیں راہِ (ہدایت) دکھا دی تو تم پھر بھٹک گئے! افسوس ہے تم پر! کیا تم اندھے نہیں تھے؟ پھر اس نے تمہیں (بصارت و) بینائی عطا کر دی اور جب اس نے تمہیں بینائی بخش دی تو تم پھر اندھے بن گئے!

۵۵) افسوس ہے تم پر! کیا تم بہرے نہیں تھے؟ پھر تمہیں اُس (اللہ تعالیٰ) نے سُننے والا بنایا تو جب اس نے تمہیں سننے والا بنا دیا تو تم (پھر) بہرے بن گئے! افسوس ہے تم پر! کیا تم گونگے نہ تھے کہ اس نے تمہیں بولنے والا بنایا؟ پھر جب اس نے تمہیں بولنے والا بنایا...... تو تم (پھر) گونگے بن گئے!

کیا تم نے (نیک کاموں کے لیے) کشادگی و فراخی حالات نہیں چاہی تھی؟ پھر

جب اس نے تمہارے حالات کشادہ (وفراخ) کر دیئے تو تم پھر (نیک کاموں سے) پیچھے ہٹ گئے! افسوس ہے تم پر! کیا تم ذلیل وخوار نہ تھے کہ اس نے تمہیں عزت والا بنایا...... جب اُس نے تمہیں عزت والا بنا دیا تو تم نے گردن اکڑا لی، (اپنی حدود سے) تجاوز کیا اور (اس کی) نافرمانی کی! تم پر افسوس ہے! کیا تم زمین پر ضعیف وکمزور نہ تھے؟ اور لوگوں سے ڈرتے تھے کہ وہ تمہیں (اچانک) اُچک (کر اغوا کر) لیں گے پھر اس نے تمہاری مدد کی اور تمہارے ہاتھ مضبوط کیے (تمہیں طاقت وقوت بخشی) اور جب اس نے تمہاری مدد کر دی تو تم نے اپنے آپ کو بڑا سمجھ لیا (تکبر و استکبار اختیار کر لیا) اور جبر سے کام لینا شروع کر دیا! پس تم پر افسوس ہے! قیامت کے دن کی ذلت وخواری کے حوالے سے، کہ وہ اُس روز تمہاری کیسی توہین وتذلیل کرے گا اور تمہیں ''چھوٹا'' کر کے رکھ دے گا!

۵۶) اے علمائے بد (کردار)! تم مُلحدوں (اور دہریوں) والے کام کرتے ہو اور (جنت کے) ''وارثوں'' کی مانند (دل میں) امید (نجات) رکھتے ہو! اور (بہشت میں) امن (اور چین) سے رہنے والوں کی مانند اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہو! جیسی تمہاری تمنا آرزو اور تمہاری پسند ہے ویسا اللہ تعالیٰ کا امر وحکم ہے نہیں! بلکہ تم تو ''موت'' کے لیے جنم دیتے اور ویران و برباد ہونے کے لیے تعمیر کرتے ہو! اور (اپنے بعد آنے والے) وارثوں کے لیے (دنیاوی سازوسامان) فراہم کرتے ہو!

۵۷) میں تم سے حقیقت کہتا ہوں کہ: یقیناً حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تو تم سے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم نہ کھاؤ [اور میں تم سے کہتا ہوں کہ (مطلقاً) اللہ کی قسم

نہ کھاؤ چاہے تم جھوٹے ہو یا سچے!] بلکہ تم صرف کہو "نہیں" اور "ہاں"! اے بنی اسرائیل! تمہیں "زمین والی سبزی" اور "جو" کی روٹی استعمال کرنا چاہیے اور تم "گندم" کی روٹی سے بچ کر رہو اس لیے کہ مجھے ڈر ہے کہ تم اُس (اللہ تعالیٰ) کا شکر ادا نہ کر پاؤ گے!

۵۸) میں تم سے حقیقت کہتا ہوں کہ یقیناً تمام انسان دو طرح کے ہوتے ہیں "صحیح سلامت" اور (یا مصیبتوں میں) "گرفتار"! تو اس لیے تم سلامتی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور (مصائب میں) گرفتار (و مبتلا) لوگوں پر رحم کھایا کرو!

۵۹) میں تمہیں حقیقت بتا رہا ہوں کہ: بے شک و گمان، جو بری بات بھی تم (آج) منہ سے نکالو گے (کل) قیامت کے روز تمہیں اس کا جواب دیا جائے گا۔

۶۰) اے بدی کے غلامو! جب تم میں سے کوئی شخص قربانی کر رہا ہو تو (اگر) ذبح کرنے سے پہلے اُسے یاد آ جائے کہ اُس کی گردن پر، اس کے بھائی کا کوئی حق موجود ہے تو اُسے چاہئے کہ وہ قربانی چھوڑ کر پہلے اپنے بھائی کے پاس جائے اور (پہلے) اسے راضی کرے اس کے بعد واپس آ کر قربانی (پیش) کرے اور اُسے ذبح کر دے!

۶۱) اے بدی کے غلامو! اگر تم میں سے کسی شخص سے کوئی قمیص (مانگ) لی جائے تو اُسے اُس قمیص کے ساتھ اپنی ردا (چادر یا قباء) بھی پیش کر دینا چاہیے اور اگر تم میں سے کسی شخص کے رخسار پر کوئی طمانچہ مارے تو تمہیں اس شخص کو دوسرا رخسار بھی پیش کر دینا چاہیے اور اگر کوئی تمہیں بے گار کے لیے ایک میل تک لے جائے تو تمہیں اگلے میل تک اس کے ہمراہ خود ہی چلے جانا چاہیے!

۶۲) میں تمہیں حقیقت بتا رہا ہوں کہ: ایسے جسم کا کیا فائدہ؟ جس کا "ظاہر" صحیح اور

''باطن'' خراب ہو! تمہارے جسم (کی خوبصورتی اور زیبائش) تمہیں کیا فائدہ پہنچائیں گے کہ وہ (تو) تمہیں اچھے لگ رہے ہوں اور دل تمہارے تباہ و برباد ہو چکے ہوں، تمہارا اپنی جلدوں (کھالوں) کو صاف رکھنے کا کیا فائدہ جب کہ تمہارے دل میلے کچیلے ہوں۔

۶۳) میں تم سے سچ اور حقیقت کہہ رہا ہوں کہ: تم چھلنی کی طرح نہ بنو جو باریک اور صاف چیز نکال باہر کرتی اور بھوسی کو (اپنے اندر) روک لیتی ہے اسی طرح تم بھی منہ سے تو حکمت و دانشمندی کی باتیں (نکالا) کرتے ہو اور ''کینے'' تمہارے دلوں میں باقی (بچے) رہتے ہیں!

۶۴) میں تم سے صحیح کہتا ہوں کہ: پہلے تم ''شر'' کو چھوڑو پھر ''خیر'' کی تلاش و جستجو کرو تو وہ (خیر) تمہیں فائدہ پہنچائے گا اور اگر تم ''خیر'' کو ''شر'' کے ساتھ اکٹھا رکھو گے تو ''خیر'' تمہیں (قطعاً) کوئی فائدہ نہ پہنچائے گا!

۶۵) میں تم سے سچ بات کہتا ہوں کہ: یہ بات یقینی ہے کہ جو شخص ''نہر'' میں غوطہ مارے گا وہ چاہے کتنی ہی کوشش کرے کہ اس کے کپڑے پانی سے نہ بھیگیں، مگر وہ ضرور بھیگیں گے...... اسی طرح جو ''دنیا'' سے محبت کرے گا وہ ''گناہوں'' سے چھٹکارا نہ پائے گا!

۶۶) میں تم سے حقیقت بیان کر رہا ہوں کہ: اچھے ہیں وہ لوگ جو رات کو اٹھ کر نماز (تہجد) پڑھا کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو ''دائمی نور'' کے وارث و مالک بنیں گے اس لیے کہ وہ رات کی تاریکیوں میں مسجدوں میں اپنے پیروں پر کھڑے رہے ہیں اور (آج) اپنے پروردگار کے حضور وہ اِس امید پر آہ و زاری کرتے ہیں کہ (کل) سختی کے موقع پر وہ انہیں نجات دے دے گا!

۶۷) میں تمہیں حقیقت بتا رہا ہوں کہ: ''دنیا'' کھیت کی مانند پیدا کی گئی ہے جس میں (خدا کے) بندے، ''میٹھا''، ''کڑوا''، ''شر'' اور ''خیر'' (سبھی کچھ) بو دیتے ہیں اور خیر (بونے) کا نتیجہ، ''حساب کے دن'' (یعنی قیامت کے روز) نفع دینے والا ہوگا اور ''فصل کی کٹائی کے دن''، ''شر'' (کی کاشت) کا انجام رنج و بدبختی ہوگا!

۶۸) میں تمہیں حقیقت بتاتا ہوں کہ: دانشور (نادان و) جاہل سے نصیحت حاصل کرتا ہے اور جاہل (و نادان) اپنی خواہشِ نفسانی سے (غلط قسم کے) سبق لیتا ہے، میں تمہیں ہدایت کرتا ہوں کہ تم اپنے مُنھ پر خاموشی کی مُہر لگا لو، تاکہ جو تمہارے لیے جائز نہیں وہ تمہارے مُنھ سے نہ نکلے!

۶۹) میں تم سے حقیقت کہتا ہوں کہ: جب تک تم اُن باتوں پر صبر نہ کرو جو تمہیں ناپسند ہیں، تم اپنی آرزوؤں کو نہ پاسکو گے اور جب تک تم اپنی خواہشات و شہوات کو نہ چھوڑو گے، تم جو (منزلِ مقصود) چاہتے ہو اس تک نہیں پہنچ پاؤ گے!

۷۰) میں تمہیں حقیقت بتاتا ہوں کہ: اے ''دنیا'' کے غلامو! وہ شخص ''آخرت'' (کے مراتب) کو کیسے پائے گا جو اپنی دنیاوی خواہشوں میں کمی نہ کرے اور اُس (دنیا) سے اپنی رغبت اور چاہت کا رشتہ کاٹ نہ دے!

۷۱) میں تم کو حقیقت بتلا رہا ہوں کہ: اے (بندگان و) غلامانِ دنیا! تم نہ تو دنیا سے محبت کرتے ہو اور نہ تم آخرت کی امید رکھتے ہو اس لیے کہ اگر تم دنیا سے محبت کرتے تو اُن لوگوں کے کردار و عمل کو گراں قدر سمجھتے کہ جن کے عمل کی نقل کر کے تم دنیا پا لیتے اور اگر تمہیں آخرت کی خواہش ہوتی تو اُن لوگوں کے سے عمل کرتے جو آخرت کے امیدوار و آرزومند ہیں!

۷۱) میں تم سے صحیح کہتا ہوں کہ: اے دنیا کے بندو! یہ بات یقینی ہے کہ تم میں سے کوئی شخص بھی، ظن و گمان کی بنیاد پر اپنے دوست (کی برائی پر تو) اس کا دشمن بن جاتا ہے مگر (اپنی برائی پر تو) یقین کی بنیاد پر بھی اپنے آپ سے دشمنی نہیں کرتا!

۷۳) میں تم سے درست کہتا ہوں کہ: تم میں سے کسی کو بھی غصہ آجاتا ہے کہ جب اس کے کچھ عیبوں کا ذکر (اس کے سامنے) کردیا جائے جب کہ یہ (ذکر و تذکرہ) حق اور سچ ہوتا ہے۔ اور وہ اُس وقت خوش ہوتا ہے جب اس کی اُن باتوں (یا صفات) کی تعریف کی جائے جو اُس میں موجود ہی نہ ہوں!

۷۴) میں تم سے سچ کہہ رہا ہوں کہ: شیطانوں کی روحیں جتنا تمہارے دلوں میں (شادو) آباد رہتی ہیں اتنا کسی اور چیز میں نہیں...... اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں ''دنیا'' صرف اس لیے دی ہے کہ تم اِس میں آخرت کے لیے کام کرو، اس لیے نہیں دی گئی کہ وہ تمہیں آخرت سے غافل کردے اور ''دنیا'' (کی بساط) اس نے تمہاری خاطر صرف اس لیے بچھائی ہے کہ تم (اس میں رہ کر) علم حاصل کرلو تاکہ وہ (علم) عبادت کے لیے اس (دنیا) میں تمہارا مددگار بنے نہ کہ (گناہوں اور) خطاؤں میں تمہاری مدد کرے! اور اُس (اللہ تعالیٰ) نے تو اس دنیا میں تمہیں صرف اپنی اطاعت و فرماں برداری کا حکم دیا ہے اور اپنی معصیت نافرمانی کا تو، اُس نے تمہیں بالکل بھی حکم نہیں دیا اور اُس نے تمہیں اِس دنیا میں صرف جائز و حلال کے لیے مدد و معاونت فراہم کی ہے اور اس نے اِس دنیا میں حرام کاموں کو تو تمہارے لیے بالکل بھی جائز و حلال قرار نہیں دیا! اور اُس (اللہ تعالیٰ) نے اِس دنیا کو تمہاری خاطر اس لیے وسیع (و عریض) بنایا ہے کہ تم اس میں اس دوسرے سے میل ملاقات، رشتے اور رابطے بحال رکھو اِس (دنیا) کو اس

لیے تو نہیں وسیع و فراخ کیا کہ تم اس ایک دوسرے سے رشتے ناطے کاٹ کر بیٹھ رہو!

۷۵) میں تم سے حقیقت کہتا ہوں کہ: "اجر" (یا بدلہ) چیز ہی ایسی ہے کہ جس کی حرص کی جائے لیکن یہ ملتا اُسی کو ہے جو اس کے لیے کام کرتا ہے (نا کارہ لوگوں کو "اجر" بدلہ نہیں ملا کرتا!)

۷۶) میں تم سے حقیقت کہتا ہوں کہ: یقیناً (جس طرح) کوئی درخت اچھے پھل کے بغیر مکمل نہیں ہوتا، اسی طرح "دین" بھی "حرام کاموں" سے دور رہے بغیر مکمل نہیں ہوتا!

۷۷) یہ حقیقت ہے جو میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ: (جس طرح) "زراعت" (اور کھیتی) بغیر (مناسب) "پانی" اور "مٹی" کے اچھی نہیں ہوتی، اِسی طرح "ایمان" بغیر "علم و دانش" اور "عمل و کردار" کے اچھا نہیں ہوتا!

۷۸) میں تم سے صحیح کہہ رہا ہوں کہ یقیناً (جس طرح) "پانی"، آگ کو بُجھا دیتا ہے، اُسی طرح "حلم" (و بربادی)، "غضب" (اور غصّے) کی آگ کو بُجھا دیتا ہے!

۷۹) میں تم سے حقیقت کہتا ہوں کہ (جس طرح) ایک ہی "برتن" میں "آگ" اور "پانی" اکٹھے نہیں ہو سکتے اُسی طرح "فقہ" (اور دین فہمی) اور ("دل" کا) "نابینا پن" ایک "دل" میں اکٹھے نہیں رہ سکتے!

۸۰) میں تم سے حقیقت کہتا ہوں کہ: (جس طرح) بن بادل برسات نہیں ہوتی، اُسی طرح "پاک (اور صاف) دل" کے بغیر پروردگار کی مرضی کا کوئی عمل (وجود پذیر) نہیں ہوا کرتا!

۸۱) میں تم سے حقیقت کہتا ہوں کہ: یقیناً (جس طرح) "سورج" ہر چیز کی روشنی ہے

اور "حکمت" (و دانشمندی) ہر دل کا نور ہے اور تقویٰ و پرہیز گاری ہر حکمت و دانائی کی چوٹی کی چیز ہے اور "حق" ہر خیر کا دروازہ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر حق (کے راستے) کا دروازہ ہے اور اس دروازے کی چابیاں (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) دعا، آہ وزاری اور عمل (وکردار) ہیں اور بغیر چابی کے دروازہ کیسے کھلا جائے گا؟؟

۸۲) میں تم سے درست کہتا ہوں کہ: ہر عقلمند صرف وہی درخت لگاتا ہے جو اُسے پسند ہو اور صرف اُسی گھوڑے پر سوار ہوتا ہے جس کو وہ پسند کرتا ہے! اسی طرح وہ مومن جو عالم ہو صرف اسی (بات) پر عمل کرتا ہے جو اس کے پروردگار کو پسند آئے!

۸۳) میں تم سے حقیقت کہتا ہوں کہ: (جس طرح) صیقل کرنا (یعنی سان پر گھسنا) "تلوار" (سے زنگ کو دور کر کے اس کی دھار اور کارکردگی) کو اچھا کرتا اور اس کو چمکا دیتا ہے! اُسی طرح حکمت (و دانائی) دل کو صیقل (کر کے اُسے اچھا) کرتی اور چمکا دیتی ہے، اور یہ (حکمت و دانائی حکیم و) دانشور کے دل میں "مردہ زمین میں پانی" کی مانند ہوتی ہے جو اُس کے دل کو ایسے زندگی بخشتی ہے جیسے "پانی"، مردہ زمین کو زندہ کر دیتا ہے اور یہ اس (حکیم و) "دانشور" کے دل میں، اُس "نور" کی مانند ہوتا ہے جو تاریکی و ظلمت میں ہو اور وہ (دانشور و حکیم) لوگوں کے درمیان چل پھر رہا ہو!

۸۴) میں تمہیں حقیقت بتاتا ہوں کہ: پتھروں کا، پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے اٹھا لے جانا اس سے زیادہ آسان اور بہتر ہے کہ جو شخص آپ کی بات نہ سمجھ سکتا ہو اس سے گفتگو کی جائے (یا وہ) اس شخص کی مانند (بے عقل) ہو جو پتھر کو نرم کرنے کے لیے پانی میں ڈال کر رکھے یا وہ (اُس بے وقوف شخص) کی مانند ہو جو

''مُر دوں'' کے لیے کھانا بنا رہا ہو!

۸۵) اس شخص کے لیے ''اچھا'' ہے، جو اپنی فالتو باتوں اور زیادہ بولنے سے، اپنے پروردگار کی ناراضی کی وجہ سے ڈرتا ہو اور کوئی بات سوچے سمجھے بغیر نہ بولتا ہو اور کسی شخص سے بھی صرف اس کی باتوں کی وجہ سے رشک نہ کرتا ہو جس کا کردار اُس پر ظاہر و آشکار نہ ہو چکا ہو!

۸۶) وہ شخص ''اچھا'' ہے کہ: جو کچھ وہ نہیں جانتا، ''علماء'' سے سیکھ لیتا ہے! اور جو سیکھ لیا ہے وہ جاہل و نادان کو سکھا دیتا ہے!

۸۷) اچھا ہے اُس شخص کے لیے جو ''علماء'' کی تعظیم اُن کے علم کی وجہ سے کرتا ہے اور اُن سے کشمکش اور جھگڑا کرنا چھوڑ دیتا ہے اور جاہلوں، نادانوں کو اُن کی جہالت و نادانی کی وجہ سے ''چھوٹا'' سمجھتا ہے مگر اُنہیں دُھتکارتا نہیں بلکہ انہیں (اپنے) نزدیک لاتا اور انہیں تعلیم و تربیت دیتا ہے!

۸۸) اے ''حواریو''! میں تم سے حقیقت کہہ رہا ہوں کہ: بے شک تم، آج مُردوں میں زندہ لوگوں کی طرح ہو۔ پس تم (دوسرے عام) زندہ لوگوں کی مانند نہ مرنا!

۸۹) اور جناب مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ: اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: میرا مومن بندہ اس بات سے کہ میں دنیا کو اس سے پھیر دوں، غمگین ہو جاتا ہے...... حالانکہ یہ بات (کہ اس کا دنیا سے خالی ہاتھ ہونا) میرے لیے پسندیدہ ترین ہے اور اس کو مجھ سے نزدیک ترین (مقام عطا) کر دیتی ہے! اور (میرا) وہ بندہ جو دنیا کی کشادہ و فراخ روزی ملنے پر خوش ہوتا ہے تو (اُسے کیا پتہ کہ) یہ بات میرے نزدیک سب سے زیادہ نفرت انگیز اور اس کو مجھ سے دور کر دینے والی ہے!

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيماً

شیعوں کے لیے مفضّلؒ بن عمر کا ہدایت نامہ

(اے شیعو!) میں تمہیں، اُس اللہ سے جو لاشریک و یکتا ہے، ڈرتے رہنے (تقویٰ) کی ہدایت کرتا ہوں اور اس بات کی شہادت (و گواہی دینے کی) ہدایت دے رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور خدا نہیں، اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اُس کے بندے اور اس کے بھیجے ہوئے رسول ہیں اور

(یہ کہ) تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو (یعنی اس کے احکام کے مطابق عمل کرو!) اور

(یہ کہ) تم اچھی بات کہا کرو اور (یہ کہ) تم اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرو اور اس کی ناراضی سے ڈرو اور

تم (سنت و) قانونِ الٰہی پر برقرار رہو اور اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز نہ کرو اور اپنے تمام کاموں میں اللہ تعالیٰ (کے احکام) کو مدنظر رکھو اور اللہ کے کیے ہوئے ہر فیصلے (اور تقدیر) پر راضی ہو چاہے وہ تمہارے حق میں ہو یا تمہارے خلاف ہو!

ہوشیار، آگاہ و خبردار رہو...... تمہیں لوگوں کو نیکی کا حکم دینا اور انہیں برائی سے روکنا چاہیے! ہاں جو شخص تم سے اچھا سلوک کرے تم اس کے ساتھ اُس سے بڑھ کر اچھا سلوک کرو اور جو تم سے بُرا سلوک کرے، تم اُسے معاف کردو! اور تم، لوگوں سے ویسا سلوک کرو جو تم اُن کی جانب سے اپنے لیے پسند کرو......

ہاں بھئی! جتنا تمہارے بس میں ہو...... لوگوں سے اچھی طرح ملا جُلا کرو اور

تمہارے لیے یہی سزاوار تر ہے کہ تم اُن کو اپنے خلاف کسی اعتراض کا موقع فراہم نہ کرو۔

تمہیں اللہ تعالیٰ کے ''دین'' کے بارے میں گہری (اور عمیق) فہم و فراست سے کام لینا چاہیے اور جن چیزوں کو (اللہ کی جانب سے) حرام قرار دیا گیا ہے تم اُن سے پرہیز کرو اور اپنے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والوں سے ہمنشینی کا انداز اچھا رکھا کرو! تمہارا ہمنشیں نیکوکار ہو چاہے بدکار!

ہاں بھئی! تم سختی کے ساتھ اپنے آپ کو بچائے رکھو اس لیے کہ دین کا معیار ''ورع'' و پارسائی (یعنی اپنے آپ کو گناہوں سے بچائے رکھنا) ہے!

نماز کو اُن کے اوقات میں ادا کیا کرو اور واجبات کو ان کی شرائط کے ساتھ (پوری طرح) ادا کیا کرو!

آگاہ رہو! جن امور کو اللہ تعالیٰ نے تم پر واجب کیا ہے اور جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے، اُن میں کوتاہی نہ کیا کرو کہ میں نے ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا ہے: وہ فرماتے ہیں ''دین'' کو گہری نگاہ سے سمجھو اور (سطحی طور پر چیزوں کو دیکھنے والے) دیہاتیوں کی طرح نہ بنو اس لیے کہ: ''یقیناً، اللہ تعالیٰ اُس شخص پر قیامت کے روز نظر بھی نہ ڈالے گا جو اللہ کے دین کو گہری اور عمیق نظر سے نہ دیکھے گا!'' اور

تمہیں دولتمندی اور غربت (دونوں) میں میانہ روی سے کام لینا چاہیے! اور تم، تھوڑی سی دنیاوی نعمتوں سے ہی آخرت کے لیے مدد (حاصل) کرلو اس لیے کہ میں نے ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ ''اس (دنیا) کی کچھ چیزوں سے (جو تمہارے پاس ہیں) اس (دنیائے آخرت) کے لیے مدد (حاصل کر)

لو......

اور لوگوں پر بوجھ مت بنو!'' تمہیں اُن تمام لوگوں سے جن سے تم ملتے جلتے رہتے ہو، اچھا سلوک کرنا چاہیے!

ہوشیار! تمہیں بغاوت (اور حد سے تجاوز) سے بچ کر رہنا چاہیے! اس بارے میں ابو عبداللہ امام جعفر صادق فرمایا کرتے تھے کہ ''یقیناً تمام برائیوں میں سب سے زیادہ تیز ترین (جلدی سے ملنے والی) سزا ''بغاوت'' (اور حد سے تجاوز کرنے) کی ہے!'' نماز، روزے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے عائد کردہ تمام واجبات اور (اس کے علاوہ) جو بھی تم پر اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے اُن کو (بروقت اور اُن کی شرائط کے مطابق) ادا کیا کرو اور زکاتِ واجب کو اس کے حقداروں کو ادا کردو...... اس بارے میں (امام جعفر صادق علیہ السلام) ابو عبداللہ نے فرمایا ہے کہ ''اے مفضل اپنے ساتھیوں سے کہہ دو کہ: تم زکات کو اس کے حقدار لوگوں تک پہنچاؤ اور اس سلسلے میں اُن لوگوں کا جو بھی (دولت اور مال ان کے ہاتھ سے) گیا ہوگا اُس (کی واپسی) کا میں ضامن ہوں!''

تم پر ولایت آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر آپس میں صلح و آشتی سے رہنا فرض ہے اور تمہیں ایک دوسرے کی ''غیبت'' نہیں کرنا چاہیے! تم ایک دوسرے کو دیکھنے کے لیے جاتے رہا کرو اور آپس میں پیار محبت سے رہا کرو اور ایک دوسرے کے ساتھ حسنِ سلوک کرتے رہا کرو۔ میل ملاقات اور آپس میں بات چیت کرتے رہا کرو اور اپنی باتیں ایک دوسرے سے چھپایا نہ کرو اور ایک دوسرے سے الگ تھلگ اور جدا رہنے (یا رابطے توڑنے) سے پرہیز کرو! اس لیے کہ میں نے ابو عبداللہ (امام جعفر صادق) علیہ السلام سے سُنا وہ فرما رہے تھے: قسم اللہ کی! (جب بھی) میرے شیعوں میں سے دو مرد ایک دوسرے سے تعلقات توڑ لیں گے تو میں اُن میں سے، ایک سے

''برأت'' و بیزاری (کا اظہار) کروں گا اور اُس پر ''لعنت'' بھیج دوں گا اور بہت ممکن ہے میں دونوں سے ہی ایسا کر گزروں!'' یہ بات سُن کر معتبؒ نے آپ سے عرض کیا: میں آپ کے قربان جاؤں ''ظالم'' تو آپ کے اس سلوک کا مستحق ہے، مگر ''مظلوم'' کے ساتھ یہ سلوک؟ (چہ معنیٰ دارد؟) تو آپ (امام جعفر صادق علیہ السلام) نے فرمایا: ''وہ اس لیے کہ وہ (مظلوم بھی تو) اپنے بھائی کو میل جول کی دعوت نہیں دے رہا۔'' میں نے اپنے والد ماجد سے سُنا ہے (اس بارے میں) وہ فرما رہے تھے کہ: ''جب ہمارے دو شیعہ آپس میں جھگڑا (تنازع) کر بیٹھیں اور ایک، دوسرے پر غالب آ جائے تو مظلوم کو پلٹ کر اپنے ظالم ساتھی کے پاس جا کر یہ کہنا چاہیے ''اے میرے بھائی! میں ظالم ہوں'' تا کہ اُس کے اور ظالم کے درمیان سے جدائی ختم ہو جائے!'' یقیناً اللہ تعالیٰ عادل فیصلہ کرنے والا ہے وہ (خود ہی) ''ظالم'' سے ''مظلوم'' کا حق لے لے گا!''

شیعیانِ آلِ محمد کے فقیروں کو حقیر و پست نہ سمجھو اور ان پر جور و جفا نہ کرو، اُن پر مہربانی کرو اور اُن کے اُس حق میں سے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے ''اموال'' میں اُن کے لیے رکھ دیا ہے، انہیں دے دیا کرو اور اُن سے اچھا سلوک کرو۔'' اس لیے کہ میں نے ابوعبداللہ (امام جعفر صادق) علیہ السلام کو کہتے سُنا ہے کہ: ''ہمارے بارے میں، تین طرح کے گروہ بن گئے ہیں ایک (پہلا) گروہ تو وہ ہے جو ہم سے محبت کرتے ہیں اور ہمارے ''قائمؑ'' (آلِ محمدؐ) کے انتظار میں زندگی بسر کر رہے ہیں تا کہ وہ ''ہماری دنیا'' سے (جو فوائد مل سکیں) لے لیں، تو اس حوالے سے وہ (ہماری احادیث اور) ہمارے کلام کو یاد کر لیتے ہیں اور لوگوں سے بیان بھی کرتے ہیں لیکن...... ہمارے کردار و عمل کے مطابق چلنے میں کوتاہی کرتے ہیں تو جلد ہی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جمع کر کے دوزخ میں ڈال دے گا! اور ایک (دوسرا) گروہ، اُن لوگوں کا ہے جو ہم سے محبت تو کرتے ہیں

اور ہماری بات بھی سنتے ہیں اور وہ ہماری طرح کے طرزِ عمل میں کوتاہی (بھی) نہیں کرتے...... تاکہ، وہ ہمارے نام پر لوگوں (کی جیبوں) سے اپنے پیٹ بھرنے کے لیے کچھ نہ کچھ حاصل کرلیں، تو اللہ تعالیٰ ان کے پیٹوں کو آگ سے بھر دے گا اور اُن پر بھوک اور پیاس کو مسلط کردے گا!

اور ایک (تیسرا) گروہ اُن (شیعوں) کا ہے جو ہم سے محبت کرتے (ہمارے کلام اور) ہماری بات کو یاد رکھتے اور ہمارے حکم کی اطاعت کرتے ہیں اور ہمارے فعل (اور کردار و عمل) کے خلاف نہیں کرتے۔ بس یہی لوگ ہمارے ہیں اور ہم ان کے!

اور اپنے مال و دولت کے ذریعے آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعاون کرنا مت چھوڑو۔ جو شخص ''دولتمند'' ہے وہ اس دولت کے مطابق اور جو ''غریب'' ہے وہ اپنی غربت و فقر کے حساب سے تعاون کرے!! تو، جو شخص چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کی اہم حاجات و ضروریات کو پورا کردے...... تو اُسے چاہیے کہ وہ آلِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے شیعوں سے اپنی ضرورت و حاجت کی اہمیت کی مطابق مالی تعاون کرے!

جب تم سے حق (اور سچ) بات کہی جائے تو غصہ مت کرو...... اور جب اہل حق تم سے کوئی بات کھلم کھلا (تمہارے منہ پر) کہہ دیں تو تم اُن پر غصہ نہ کیا کرو...... اس لیے کہ کوئی مومن حق بات کے کھلم کھلا (منہ پر) کہی جانے سے غصہ نہیں کیا کرتا!

اور ابوعبداللہ (امام جعفر صادق) علیہ السلام نے ایک مرتبہ جب میں اُن کے ساتھ تھا، تو آپؑ نے مجھ سے پوچھا: اے مفضل! تمہارے دوست کتنے ہیں؟ تو میں نے عرض کیا: تھوڑے سے!

پھر...... جب میں ''کوفہ'' واپس لوٹا تو سارے شیعوں نے (اپنا) رُخ میری

جانب کرلیا انہوں نے میرا لباس (بُری طرح چیر پھاڑ کر) تار تار کردیا وہ (میری غیبتیں کر کر کے) میرا گوشت کھا رہے تھے، گالیوں سے میری دھجیاں بکھیر رہے تھے...... یہاں تک کہ، اُن میں سے کسی نے میرے سامنے آکر، میرے چہرے پر حملہ کردیا اور کچھ (لوگ، کوفے کی) گلیوں میں چھپ کر بیٹھ رہے، تاکہ میری پٹائی کریں...... اور انہوں نے مجھ پر (بہتان، الزام اور) تہمت کا ہر ''تیر'' چلا دیا...... یہاں تک کہ یہ باتیں ابو عبداللہ (حضرت امام جعفر صادق) علیہ السلام تک جا پہنچیں! اور جب میں اگلے برس دوبارہ آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو سلام دعا کے بعد جو سب سے پہلی بات آپ نے مجھ سے دریافت فرمائی وہ یہ تھی کہ: اے مفضل! جو باتیں، تمہارے لیے یا تمہارے بارے میں یہ لوگ کہہ رہے ہیں مجھ تک آ پہنچی ہیں یہ سب کیا ہے؟

تو میں نے عرض کیا کہ: اُن کی باتوں سے میرا کوئی نقصان نہیں ہوتا! آپؑ نے فرمایا: ہاں! (تمہاری بات صحیح ہے) بلکہ، یہ باتیں تو اُنہی کے لیے نقصان دہ ہیں، کیا ان لوگوں کو غصہ آتا ہے؟ بُرا ہو اُن کا! ہاں بھئی...... تمہی نے تو کہا تھا کہ: (یقیناً) تمہارے دوست، یار تھوڑے ہی تو ہیں! نہیں! خدا کی قسم! وہ ہمارے شیعہ نہیں ہیں، اگر وہ ''ہمارے شیعہ'' ہوتے تو تمہاری بات سے غصے میں نہ آتے اور نہ رنجیدہ ہوتے! اللہ تعالیٰ نے ہمارے شیعوں کے جو اوصاف بتائے ہیں وہ ان اوصاف سے مختلف ہیں، جو ان میں موجود ہیں! ''جعفر'' کا شیعہ نہیں ہے مگر وہ کہ جس کو اپنی زبان پر قابو ہو، جو اپنے خالق کے لیے کام کرتا ہو، جو اپنے مولا سے امید رکھتا ہو اور اپنے اللہ سے، جیسے ڈرنا چاہیے ویسے ڈرتا ہو!

افسوس ہے اُن پر! کیا اُن میں کوئی ایسا شخص ہے کہ نماز (یں) زیادہ پڑھنے سے اُس کی کمر جھک گئی ہو؟ یا خوف (خدا) سے دیوانہ ہوگیا ہو؟ یا...... خدا کی بارگاہ میں سر

جھکائے رہنے اور کثرتِ گریہ وزاری سے نابینا ہوگیا ہو؟ یا روزوں کی وجہ سے دُبلا ہوگیا ہو؟ یا خاموشی اور طویل عرصے تک خاموش رہنے کی وجہ سے ''گونگا'' لگتا ہو؟ کیا اُن (شیعوں) میں کوئی ایسا شخص ہے؟ جسے رات بھر (نمازوں کے لیے) ''قیام'' کی عادت پڑ گئی ہو؟ یا ''روزے رکھنا'' اس کے ''دن'' کی عادت بن گئی ہو؟ یا اس نے اپنے آپ کو دنیاوی لذّتوں اور نعمتوں سے، اللہ کی خاطر یا ہم اہلِ بیتؑ کے شوق میں، محروم کرلیا ہو؟ وہ ہمارے شیعہ کس طرح ہوسکتے ہیں؟؟

جب کے حقیقت تو یہ ہے کہ وہ ہمارے دشمن سے اس لیے جھگڑتے ہیں کہ اُن (مخالفین) کی دشمنی (اور عداوت) ہمارے بارے میں اور بڑھ جائے! اور وہ تو کتوں کی طرح منہ پھاڑ کر کچلیاں دکھاتے اور کوّوں کی مانند لالچ کرتے ہیں!

اگر مجھے اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ میں اُن کو تمہارے بارے برانگیختہ کردوں گا (بھڑکادوں گا!) تو میں تمہیں حکم دیتا کہ تم اپنے گھر میں جاؤ اور دروازہ بند کرلو اور جب تک تم (زندہ و) باقی ہو، پھر کبھی اُنہیں نہ دیکھو لیکن (میرا حکم یہ ہے کہ) جب یہ لوگ (معذرت کے لیے) تمہارے پاس آئیں تو (اُن کا سامنا کرو اور) اُن کی پذیرائی کرو!

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو خود اُن ہی کے خلاف (دلیل و) حجت قرار دے دیا ہے اور اُن کے وسیلے دوسروں پر بھی حجت تمام کردی ہے!

''دنیا'' اور اس میں جو نعمتیں، جلوے، اس کی شگفتگی اور اس کی ملکیتیں (اور مال و متاع) تم دیکھ رہے ہو اُن سے تمہیں ہرگز ہرگز دھوکا نہیں کھانا چاہیے اس لیے کہ یہ چیزیں یقیناً تمہاری شان اور مرتبے کے مطابق نہیں ہیں!! اور قسم ہے اللہ کی! یہ چیزیں تو (خود) دنیا والوں کے لیے بھی ٹھیک نہیں ہیں!!

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْماً ا